اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم بلی وهو الخلاق العلیم

الحمد لله که تحریرات حضرت مولانا محقق فخر المحققین العالم مولوی محمد قاسم رحمة الله علیه نانوتوی در باب حل مسئله رساله تحذیر الناس ملقب

مناظرهٔ عجیبه

باهتمام و تصحیح مولوی محمد حسن ابن مولوی احمد حسن تغمده الله بغفرانه

در مطبع گلزار ابراهیم واقع مرادآباد باهتمام حکیم محمد ابراهیم طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر والصلوۃ والسلام علی محمد الذی ھو اول المخلوقات وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد بندہ محمد حسن ابن مولانا احمد حسن مرادآبادی نعمہ اللہ بغفرانہ عرض پرداز ہے کہ حضرت مولانا جامع العلوم مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے جو رسالہ تحذیر الناس ارقام فرمایا اور طبع ہو کر شایع ہوا تو مطالع بندہ مولوی محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اوس پر چند اعتراضات نہ بطور جدل بلکہ برای تحقیق حق ایسے سخت اور مشکل ارقام فرمائے کہ اوس کا حل مصنف ہی سے ہو سکتا تھا چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ کی خدمت مین وہ اعتراضات بسبیل ڈاک پہونچے اور مصنف نے اونکا جواب باصواب تحریر فرماکر مولوی عبد العزیز صاحب کو روانہ فرمایا پھر تو سلسلہ مناظرہ ایسا گرم ہوا کہ سال بھر تک ہر دو جانب سے خط وکتابت موقوف نہ ہوئی چونکہ گفتگو محض تحقیق حق کے واسطے تھی نہ بربنای نفسانیت لہذا آخر خط مین فیصلہ ہوگیا یہ تحریرات من اولہ الی آخرہ بندہ کے پاس موجود تھی چونکہ یہ مناظرہ رسالہ تحذیر الناس کے لئے گویا شرح تھا مگر مشکل اور باریکی کا اسمین حل تھا تو مصمم ارادہ ہوا کہ یہ مناظرہ بھی مثل تحذیر الناس طبع کیا جاوے لیکن بوجہ علائق وموانع یہ بندہ معذور رہا اب حسن اتفاق سے اللہ جل جلالہ نے اس بندہ کو توفیق عطا فرمائی تو ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ امید کہ ناظرین بندہ کو بھی دعا سے محروم نہ رکھین۔

جوابات محذورات عشرہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوۃ کے جواب محذورات مولانا عبد العزیز مدظلہ عرض کرتا ہون۔

محذور اول ۔ جبکہ موصوف بالذات موقوف علیہ موصوف بالعرض کا ہوتا ہے تو ضرور ہی کہ مقدم بالذات یا بالزمان ہو تاخر زمانی اوسکو کیسے لازم ہے یہ فرماوین کہ مقدم بالذات کو کیونکر تاخر بالزمان لازم ہے۔

جواب ۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہی اور یہ بات بہی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہین علی الاطلاق کہئے یا بالاضافتہ سو جیسے اس تقدم وتاخر کے اجتماع کا تسلیم کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے اسیطرح موصوف بالذات بالنبوۃ کا تقدم اور پہر تاخر دونون مجتمع ہو سکتے ہین اتنا فرق ہے کہ یہ اجتماع جو آپکے نزدیک منجملہ اجتماع المتضادین ہے ورنہ پہر اعتراض ہی کیا تہا یون ہی قضیہ اتفاقی ہے اور میرے نزدیک

قضیہ لزومی اور اگر یہ غرض ہے کہ ملزوم ذاتی ہوتا تو تاخر زمانی جائز ہوتا لازم کیون ہوا تو اسکا
جواب یہ ہے کہ یہان لزوم ذاتی نہین لزوم خارجی ہے اور لزوم خارجی مین ذات ملزوم مقتضی ذات
لازم نہین ہوتی معروض لازم اور محل وقوع و قابل ہوتی ہے ورنہ لزوم ذاتی ہونا لزوم خارجی ہونا
اسلئے اس صورت مین لازم وجود خارجی ملزوم مین بالعرض ہوگا جسکے لئے بالذات کی ضرورت ہے
سو جسکے لئے یہ لازم بالذات لازم ہے وہی علتہ بالذات لازم ہے پر علتہ وقوع لازم علی اللزوم الخارجی
کوئی اور امر ہوتا ہے بغرض تحقیق لزوم یہ گذارش ہے کہ یہان لزوم وجود ہے لزوم ذات نہین علتہ ثالثہ
مقتضی لازم معلوم ہے خود ذات ملزوم مقتضی اور علتہ نہین اسلئے بلحاظ ملزوم تو جواز ہی پر بلحاظ علتہ
موجب اللزوم لزوم ہے مگر اقتضاء علتہ ثالثہ ہی وجود خارجی ہی مین منحصر ہے وجود خارجی اور
ذہنی دونون کو مشتمل نہین ورنہ لزوم ذات بالمعنی الاخص نہوتا تو بالمعنی الاعم ہی ہوجاتا بہرحال
لازم ذات کی دو قسمین ہین جہان خود ذات ملزوم مقتضی لازم ہوتی ہے وہان تو جیسی ملزوم کے
تحقق کو لازم کا تحقق لازم ہوتا ہے ایسے ہی ملزوم کے تصور کو لازم کا تصور بھی لازم ہوتا ہے اور
جہان مقتضی لازم کوئی امر ثالث ہوتا ہے اور پہر وہ امر ثالث علتہ ملزوم بھی ہو تو ملزوم اور لازم از قسم
معلول علتہ ثالثہ ہوتی ہین اور وجوداً اور ذہناً لازم یکدیگر رہتے ہین اور ایک کے تصور کو اگرچہ
بے واسطہ دوسرے کا تصور لازم نہو پر دونون کے تصور کو جزم باللزوم لازم ہوتا ہے اب سنئے کہ
روح پر فتوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو اصل موصوف نبوت ہی ارواح انبیاء باقیہ کے لئے علیہم السلام
موقوف علیہ ہے اور اس وجہ سے آپکو تقدم بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیت روحانی کو تولد جسمانی لازم نہین
اور آپ کے نزدیک لازم ہو تو ثابت کیجئے اور اول ما خلق اللہ نوری وغیرہ مضامین کی تغلیط فرمائیے البتہ
وجوہ معروضہ مکتوب تحذیر الناس تولد جسمانی کی تاخر زمانی کے خواستگار ہین اسلئے کہ ظہور تاخر زمانی کے
سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہین ہان ایک صورت تہی کہ سب مین اول یا بعض سے اول

آپ پیدا ہوتے اور نبوت آپ کو سب کے بعد عنایت ہوتی اس صورت مین قطع نظر اس سے کہ باوجود مادہ قابل اور بلوغ اشُد نبوت بالفعل کیون نہ عطا ہوئی اور مرتبہ بالقوۃ کو باوجود شرائط فعلیتہ عطا نہوئی بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ متبوع حقیقی ایک زمانہ دراز تک نبوت مین اورون کے تابع رہین یا یون کہئے کہ اکمل افراد النس جنکی شان مین وارد ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یون ہی ایک زمانہ دراز تک مرفوع القلم رہے بہرحال توقف معلوم اگر ہے تو بین الارواح ہی بین الاجسام نہین بین الاجسام اگر ہے تو اور توقف ہے جس سے قضیہ تقدم و تاخر منعکس ہوجاتا ہے یعنی وجود روحانی مین تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود جسمانی مین حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل علیہم السلام آباء کرام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم موقوف باقی رہا انا انت ہو وغیرہ ضمائر کا اطلاق روح اور جسم دونون پر عرف عام مین معروف ہی کبھی تین اور آپ انا اور انت بہ نسبت اپنی یا کسی دوسری کی روح کے بولتے ہین اور علی ہذا القیاس کبھی بہ نسبت جسم کے کبھی کہتے ہین مین نے مارا یا مجکو مارا اور ظاہر ہے کہ یہ سب احکام جسمانی ہین اور کبھی کہتے ہین کہ مجکو غصہ آیا یا مجھپر غصہ آیا یہ سب احکام روحانی ہین علی ہذا القیاس مصداق اسما بہی عرف عام مین دونون ہوتے ہین سو مین نے ایک اسم واحد کے لئے تقدم ذاتی یا زمانی اور نیز تاخر زمانی اگر ثابت کردیا تو کونسا محذور لازم آیا اور اگر لازم آتا ہے تو مجھپر اور آپ پر دونون پر لازم آتا ہے پھر یہ کونسا انصاف ہے کہ جواب دہی صرف میرے ہی ذمہ ہوا اور اگر یہ سزا اس جرم کی ہے کہ مینے موقوف علیہ کیون کہا اول ما خلق اللہ نوری کیون نہ کہا تو اب سہی مگر پھر بھی وجہ اس تخصیص سزا کی اس جرم کے ساتھ بہی کچھ چاہئے۔

محذور ثانی حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ ایسی موصوف بالذات غیر مکتسب

من الغیر ہین جیسے واجب الوجود تعالی موصوف بوجود بالذات ہے اور معلوم ہے کہ وجود واجب الوجود
عین ذات ہے کما ہو الحق یا مقتضای ذات کما ہو عند المتکلمین پس فرماوین کہ نبوت خاتم کیونکر
عین خاتم یا مقتضاء ذات خاتم غیر مکتسب من الغیر ہے۔

جواب۔ لفظ کیونکر سے اگر سوال کیفیت مد نظر ہے تو آپ پہلے کیفیت عینیۃ وجود خداوندی
یا کیفیۃ مقتضائیۃ وجود خداوندی بتلائیے پھر مجھسے سوال کیجئے اور اگر استفسار علۃ عینیۃ و مقتضائیۃ ہی تو
بہی اول آپ ہی ارشاد فرماوین اور اگر کوئی مقدمہ بدیہی آپ کے نزدیک مخالف عرض احقر ہے اور تفصیل
مخالفۃ یہ ہے کہ بقیاس وجود واجب میرے ذمہ عینیۃ یا مقتضائیۃ لازم ہے اور وہ مقدمہ اسکے مخالف خبر
دیتا ہے تو اول اُس مقدمہ سے خبردار فرمائیے شاید بوجہ حدس یا صفاء ذہن آپ اُس سے مطلع ہون اور
مجکو اُسکی خبر نہو کیونکہ آج تک اس لزوم اور مخالفۃ سے مین مطلع نہین آپ اور نیز ماہران معقول اغلب
یہ ہے کہ تسلیم فرمائینگے اور بوجہ ناحق کی حجتین نکال کر دوبارہ مجکو لولو بنائینگے لیکن جمع انصاف کو
کام فرمائینگے اور فہم سے دست برداری نہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ اسبات کو آپ ہی اور نیز تمام اہل حق اور
اہل عقل بسر و چشم ہی کہینگے کہ تمام لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی عن الذات ہوتے ہین اور
اس وجہ سے مرتبہ ذات مین مصداق لازم ذات کو ماننا ضرور ہے ورنہ نشو و نما اور خروج قبل وجود خارج
لازم آئیگا الغرض مخرج و مصدر مین بالمعنی الاخص وجود خارج و صادر قبل خروج و صدور ضرور ہے لیکن چونکہ
بحث لزوم ہے تو یہ خروج و صدور مستلزم انعدام مصداق لازم فے مرتبۃ الملزوم نہوگا ورنہ بالبداہتہ
انفکاک ممکن ہوگا اسلئے کہ ماحصل لزوم اس وقت فقط اتصال مشابہ اتصال متباینین ہوگا اور ظاہر ہے کہ
اتصال متباینین قابل زوال اور ممکن الانفکاک ہوتا ہے اس صورت مین ضرور ہے کہ مرتبہ خارج مرتبہ
مندمج فے الذات سے ضعیف ہوگا اور وہ شدید ورنہ تساوی علت و معلول فی الشدۃ والضعف لازم آئیگی اور
یہ بات آپ خوب جانتے ہین کہ صحیح ہے یا غلط جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب اور سنئے کہ عروض

علے المعروض اسی خروج اور خارج ہی کا طفیل ہوتا ہے امر خارج مخرج سے کے ساتہ انتساب صدور رکہتا ہے
اور اس وجہ سے اُسکو فاعل کہین تو بجا ہے اور معروض کے ساتہ انتساب وقوع رکہتا ہے اور اس وجہ سے
اُسکو مفعول کہین تو زیبا ہے الغرض حصہ واحد از وصف واحد دونون مین مشترک ہوتا ہے جب یہ
تطفل معلوم ہوگیا اور ایک کا دوسرے کی نسبت طفیلی ہونا جو ماحصل اس قضیہ مشہورہ کا ہے کہ ہر بالعرض
کے لئے کوئی بالذات چاہئے ظاہر ہوگیا تو اب سنئے وجود ممکنات بالذات وذاتی نہین بالعرض ہے اور وہ
بالذات جو ہر بالعرض کے لئے چاہئے یہان وہ وجود ہے جو ذات بحت سے صادر ہوا ہے اور اس وجہ سے
اُسکو لازم ذات خداوندی کہنا ضرور ہے اور اسی کو محققین صوفیہ کرام صادر اول اور وجود منبسط اور
نفس رحمانی کہتے ہین اس وجود کو تو عین ذات کوئی نہین کہتا اور اگر بعض اکابر نے اسی کو ذات
قرار دیا ہے تو وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا کہئے کہ انکا ادراک کسی وجہ سے یہین منتہی ہوگیا اگرچہ ادراک
بالشا فہ سب کا یہین منتہی ہوتا ہے اور وہ وجود جو مندمج فی الذات ہے وہ لاریب عین ذات ہے
مثل صادر اول مقتضاء ذات اور لازم ذات نہین مگر یہ قاعدہ فقط صادر اول ہی مین اس وقت
منحصر نہوگا بلکہ تمام صادرات اول ہون یا ثانی وثالث وغیرہ اور ہون گے اور مصدر ومخرج اور مگر ہر صادر
کے لئے جدا مصدر ہے اور ہر خارج کے لئے جدا مخرج اگرچہ فرق اعتباری ہے کیون نہو اس تقریر پر
محققین اور متکلمین مین بجز نزاع لفظی اور کچہ نہوگا جو یون کہا جائے کہ یہ حق ہے اور یہ ناحق باقی رہا
لاعین ولاغیر ہونا اسکا ذکر اس مقام مین اگر بے محل نہوتا تو آپکی خدمت مین اسکی تفسیر بہی عرض کرتا
چلتا ہان یہ سنئے کہ جیسے علم کو عین عالم نہین کہتے حالانکہ علم بمعنی قوۃ علمیہ جو اصل مبداء انکشاف ہے
یعنی مثل نور بذات خود منکشف ہے اور صور کے لئے جسکو اور صاحب مبداء انکشاف کہتے ہین کاشف
ذات عالم ہی سے صادر ہوتا ہے اور یہان بہی وہی صدور اور خروج کا قصہ ہے ایسے ہی اطلاق وجود
بہی ذات بابرکات پر ناروا کہئے تو بجا ہے جیسے اطلاق دہوپ شعاع خارج من الشمس پر اور اطلاق

شعاع نور مندمج فی ذات الشمس پر نارو اہے اور کیون نہو مرتبہ محکوم بہ یہان مرتبہ محکوم علیہ کی
نسبت ناقص ہے اور اطلاق مفہوم ناقص مصداق کامل پر نارو اہے اور پہر نسبت ہو آسامی ان مراتب
کے ساتہ مخصوص اگرچہ جنس مشترک سب کی ایک ہی کلی مشکک ہو کلی متواطی گو نہو ایسے ہی علم
عالم وجود موجود وغیرہ مفہومات اور مصادیق کو خیال فرمالیجئے بالجملہ مرتبہ صادر مثل دیگر صادرات
منجملہ صفات ہے گو اُسکو صفات مبحوث عنہا مین نہ رکہنا ہو اور اس وجہ سے کوئی اُسکو صفت نہ کہتا ہو
لیکن ایسی ہی نبوۃ اور نبی کو بشرطیکہ نبوۃ ذاتی ہو یعنی منجملہ صادرات ہو از قسم واقعات نہو خیال
فرمائے نبوت بمعنی ما بہ النبوۃ جسمین کلام ہے اور جسکا وصف ذاتی ہونا متصور ہے اگر کہین بالذات
ہوگی تو منجملہ صادرات ہوگی از قسم اوصاف واقعہ من الخارج نہوگی اور صادرات کو آپ سن ہی چکے ہین کہ
مقتضاء ذات مصدر ہوتے ہین عین مصدر نہین ہوتے ہان مرتبہ ذات ہی عاری نہین ہوتا سو اگر اطلاق
مفہوم صادر بطور اشتراک ذات مصدر پر باین وجہ درست ہے کہ وہ ہی عاری عن اصل الوصف نہین ہوتی
تو اطلاق نبوۃ بمعنی مذکور ہی درصورت صدور مفروض درست ہوگا اور نہین تو نہین اور اگر اطلاق مین اتباع
عرف عام یا خاص ہے اور اس وجہ سے کہین اطلاق کرتے ہو کہین نہین کرتے تو ہوسکتا ہی کہ وجود بوجہ عرف
عام یا خاص عرف صوفیہ کرام رحمہم اللہ مرتبہ ذات پر بھی بولا جاتا ہو اور نبوت مرتبہ ذات نبی پر بولی جاتی ہو
مگر مرتبہ صادر کی مقتضاء ذات نبی ہونے مین کچہ تامل نہین مگر شرط یہ ہے کہ نبوۃ سے نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ
مراد لیجئے اور ادہر نبوۃ کو وصف ذاتی بمعنی صادر من الذات قرار دیجئے اب دیکہئے نبوۃ کا مقتضاء ذات ہونا بھی
واضح ہوگیا اور عین ہونا بھی ظاہر ہوگیا ہان وہ خلجان جو بوجہ نہ معلوم ہونے حقیقت نبی کے اس مقام پر
عارض حال ہوسکتا ہے باقی رہا سو اُسکے مٹانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جیسے بشریت مین انبیاء
علیہم السلام مماثل امت ہوتے ہین ایسے ہی مرتبہ حقیقت روحانی مین نوع علیحدہ ہوتے ہین خواہ بہ علیحدگی
از قسم تشکیک رہئے اور ایک وجہ سے یہ خیال بجا ہے خواہ از قسم تباین اور ایک وجہ سے یہ خیال حق ہے

الغرض مماثلتہ جسمانی فی مقتضیات الجسمیتہ اسبات کے خواہان نہین کہ مراتب روحانی مین بہی ایسے ہی
مماثل ہون ۔ تفاوت مراتب ہرگز نہوہی وجہ ہے کہ جیسے قل انما انا بشر مثلکم آیا ہے ایسے ہی
قالوا ہذا الا بشر مثلنا بہی آیا ہے جس سے بشرط ذوق سلیم یہ بات عیان ہے کہ کفار کا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یا اور انبیا علیہم السلام کو مثل اپنی سمجہنا ہی غلط ہی سو مضامین متعارضہ فی الظاہر
کی تطبیق باہمی اسیطرح متصور ہے جیسے مین نے عرض کیا الغرض انبیاء علیہم السلام کو اپنا سا تصور فرمائی
اور پہر اس قیاس نبوت کے عین ومقتضاء ہونے کو انکار نہ کیجئے اگر یہ قیاس صحیح ہوتا تو ہم بہی نبی ہوتے
محذور ثالث ۔ صراحۃً فرماتے ہین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات صلی اللہ علیہ وسلم موصوفین بالعرض
کے لئے واسطہ فی العروض ہین اور تمثیل واجب الوجود سے بہی اسیطرف اشارہ ہے کیونکہ وہ بہی
ممکنات کا واسطہ فی العروض ہے اور معلوم ہے کہ ذو واسطہ فی العروض عاری عن الوصف ہوتا ہی
جیسے ممکنات عند التحقیق عاری عن الوجود ہین الاعیان الثابتہ ما شمت رائحۃ من الوجود اگرچہ نسبت
وصف کی طرف ذی واسطہ ایجا با مجازا کرتے ہین مگر حقیقت سلب کرتے ہین پس لازم آیا کہ انبیاء
موصوفین بالعرض عاری عن النبوۃ مثل ممکنات عاری عن الوجود کے ہون اور سلب نبوۃ کا حقیقۃً
انکنسے درست ہوا اور یہی واسطہ فی العروض ذی واسطہ سے وجوداً متحاز وممتاز نہین ہوتا جیسے جسم
لون کا واسطہ فی العروض تحیز مین ہے اور ممتاز فی الوجود نہین ایسے ہی واجب ممکن سے متحاز فی الوجود
نہین پس چاہئے کہ انبیاء موصوفین بالعرض ممتاز فی الوجود موصوف بالذات سے نہون اور یہی درصورۃ
واسطہ فی العروض وصف متعدد بالشخص نہین ہوتا بلکہ ایک ہی وصف دو موصوف کی طرف منسوب
ہوتا ہے جیسے ایک تحیز جسم اور لون دونون کی طرف اور ایک وجود واجب اور ممکن دونوکی طرف
منسوب ہی اور یہان وصف نبوۃ ہر نبی کو جدا جدا عارض ہے پس واسطہ فی العروض کیونکر بنتا ہی ۔
جواب ۔ مولانا آپکو بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیتہ سے

تماشا ہے کہ وہابیون کو بدنام کرین اور آپ اُنکا کام کرین واقعی خداوند عدل کی طرف سے
یہ اُس تہمت کا جواب ہے جو محبیان سنت کے ذمہ لگائے گئے تھے مولانا قبل از جواب یہ گذارش
کہ افضلیتہ اور مفضولیتہ اثار تشکیک مین سے ہین کیونکہ افضل اور مفضول اگر ایک کلی مشکک کے
افراد ہون گے تو یا تو ایک کلی متواطی کے افراد ہون گے یا دو کلی متباین کے اشخاص پہلی صورتین
تو فرق اشدیتہ واضعفیتہ وغیرہ اقسام تشکیک کی کوئی صورت نہین اور افضلیتہ مین ہی اشدیتہ وغیرہ
ہوتے ہین اور مفضولیتہ مین اضعفیتہ وغیرہ اور دو کلی کے اقسام مین بہت ہون گے تو نسبت مثلثہ
جنکو تساوی اور کمی اور بیشی کے سات تعبیر کرتے ہین متصور نہین خواہ تساوی اور کمی بیشی فی الکم ہو
جو ان سب کے لئے اصل موضوع ہے یا تساوی کمی بیشی فی الکیف ہو جیسے اکثر بولا کرتے ہین الغرض جس
وصف مین کمی بیشی یا مساوات ہو اُس وصف کا اشتراک دونون جا بدیہی ہے اور جب افضلیتہ کو تشکیک
تشکیک کی ضرورت ہوئی تو تشکیک کے لئے سنئے عرض منجانب الٰہی جانب کی ضرورت ہے یعنی کہین تو
وہ وصف مبحوث عنہ ذاتی بمعنی بالذات ہو اور کہین عرضی بمعنی بالعرض ورنہ اس تفاوت مراتب کی
پھر کوئی صورت نہین وصف واحد متعدد وصف واحد کیونکہ ایک معلول کے لئے دو علتین نہین ہو سکتی
ورنہ خدا کا تعدد بہی ممکن ہوگا اسلئے تشکیک کے لئے ضرور ہے کہ کہین وصف مشکک ذاتی بمعنی بالذات
اور کہین عرضی بمعنی بالعرض پھر جہان بالعرض ہو کہین بوجہ مزید حسن قابلیت وصف مقبول کی شدہ ہو
جیسے نور کا ظہور آئینہ مین ہوتا ہے اور کہین بوجہ نقصان قابلیتہ وصف مذکور ضعیف ہو جیسے زمین کا حال
وقت عرض نور معلوم ہوتا ہے سو موصوف بالذات تو افضل تام اور اکمل علی الاطلاق ہوتا ہے
اور کوئی موصوف بالعرض اگر بوجہ حسن قابلیت کسی دوسرے موصوف بالعرض ناقص القابلیت سے
افضل ہوتا ہے تو اول تو اُس موصوف بالعرض سے کمتر ہوتا ہے جسکی قابلیتہ اس سے بہی زیادہ ہو
اور اگر فرض کیجے یہی سب مین زائد قابل ہے تو موصوف بالذات سے تو بہر حال کم ہی رہیگا کیونکہ

موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کے تساوی ہی اگر ممکن ہو تو ممکنات کا خدا کی برابر ہو جانا ممکن اور زیادتی اگر متصور ہو تو تساوی چھوڑ افضلیۃ متصور ہے بہرحال موصوف بالذات تو تمام موصوفین بالعرض سے موجود فی الخارج ہوں یا بقدر الوجود افضل ہوتا ہے اور سوا اوسکے اور کیسی کی افضلیۃ ایسی عام اور اشمل اور مطلق نہیں ہوتی سو آپ اگر مدعی افضلیۃ تامہ عامہ مطلقہ بہ نسبت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو موصوف بالذات اور واسطہ فی العروض ہونا بھی آپکا آپکو ماننا پڑیگا ورنہ ہم تو نہیں کہہ سکتے بظاہر اقرار افضلیۃ ہوگا تو در پردہ انکار افضلیۃ بھی ساتھ ہی ہوگا بہرحال آپکی انصاف پرستی سے اس وقت اس بات کا امیدوار ہوں کہ جیسے مشہور ہے ؎ متاع نیک ہر دوکان کہ باشد اس بات کو اگرچہ قاسم ہی کی کہی کیوں نہو تسلیم ہی فرمادینگے ورجیسے کسینے کہا ہے ناحق کی حجتیں نہ مریجان نکالئے؛ سخن پروری نفرمادینگے اس گذارش سے تو جو واقعی از قسم نصح فی الدین ہے فراغت پائی۔

جواب شبہ ثالث بھی دیا چاہیے اس محذور میں تین تقریریں ہیں جنکا حاصل ایک جدا اعتراض ہے خلاصہ اعتراض اول تو یہ ہے کہ انبیاء باقی سے سلب نبوۃ ذاتی بمعنی بالذات لازم آئیگا اسکا جواب تو فقط اتنا ہے کہ یہ اعتراض تو انبیاء کے نبی بالذات ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تھا سو یہ مقدمہ آپ سے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ بڑی دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ اونکا نبی ہونا منصوص ہے یا بتواتر انکا ادعاء نبوۃ اور اظہار اعجاز منقول ہے لیکن اس سے جب کام چل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق مبداء اشتقاق کی وصف ذاتی بمعنی بالذات ہونے پر دلالت کرے سو یہ آپسے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ و نہ اطلاق حار آب گرم پر ممنوع ہو یا اس اطلاق سے اسکا حار بالذات ہونا ثابت ہو بلکہ ممکنات پر بالفرض تو اطلاق موجود بلکہ مخلوقیۃ ممنوع ہو کیونکہ مخلوقیۃ کی لئے خالق کی طرف سے ایجاد یعنی اعطاء وجود ضرور ہے اور

یا ممکنات کا موجود بالذات ہونا جو مستلزم وجود ذاتی ہے لازم آئے سو اگر ان مشتقات کا اطلاق
موصوفین بالعرض پر درست ہے تو نبی کا اطلاق بھی موصوفین بالوجود پر درست ہوگا ورنہ نہیں تو واقعی آپکا
اعتراض ثابت ہو جائیگا الغرض بوسیلہ نصوص قطعیہ کہیے یا بذریعہ اخبار متواترہ اگر ثابت ہوگا تو اطلاق
کلمہ نبی ہی ثابت ہوگا اس سے زیادہ کیا ثابت ہوگا جو آپ اس اعتراض کو لیکر بیٹھے ہین باقی رہا
یہ ارشاد کہ الاعیان الثابتہ ماشمت رائحۃ من الوجود مسلم ہم وہ نہین کہ اکابر دین کی تغلیط کرین
البتہ آپکا شیوہ اختیار کرین تو گنجایش انکار ہے یعنی آپ جب اثر ابن عباس کو باوجود
تصحیح محدثین تسلیم نہین کرتے تو مین اگر شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ کا انکار کرون تو کیا بیجا ہے
یہان تو کسی محدث نے تصحیح بھی نہین کی اور آپ جانتے ہین کہ ہر کارے ہر مردے تعین مرتبہ درایۃ
اور روایۃ بھی انہین بزرگوارونکا کام ہے آپکا یہ انکار اس سے خالی نہین کہ یا تغلیط محدثین کیجئے
یا حضرت عبداللہ بن عباس ہی کی خبر لیجئے اور اگر اس اثر کو بالمعنی مرفوع رکھیے چنانچہ انصاف
یہی ہے تو پھر تو آپکی یہ عنایت دور تک پہونچیگی بہرحال آپ کے طور پر تو ہم کو گنجایش انکار ہے
کہہ سکتے ہین کہ ہمارے نزدیک یہ قول بے سند ہے اور سند بھی ہو تو کیا ہوا شیخ محی الدین عربی کی ہین نانہی
اور ہمارے طور پر یہ قول بھی مسلم اور حضرت شیخ بھی مسلم مگر وجود سے وجود خارجی اور وجود منبسط مراد ہے
اور مکان شمت موطن علمی ہے اس صورت مین عروض وجود خارجی جو مستلزم شم مذکور ہے مناقض قضیہ
مذکور نہوگا کیونکہ اختلاف مکانی رافع تناقض ہو جاتا ہے اور اگر یون نہین تو وجود ذاتی سے پہلے ہی
انکار تھا وجود عرضی سے اب انکار لازم آیا پھر اس صورت مین موجود مخلوق اور نبی اور صدیق
اور شہید اور صالح اور عالم وغیرہ ہونا سب غلط ہو جائیگا کیونکہ یہ سب اوصاف مذکورہ اوصاف وجودی
ہین قبل حمل وجود انکا محمول ہونا محال ہے اب آپ ہی فرمائین کہ اس صورت مین کتنی نصوص اور
متواترات کا انکار لازم آئیگا آپ فقط ایک نبوۃ منصوصہ ہی کی عرشی ہو جانے سے اتنا گھبرا لیتے

اور خلاصہ اعتراض ثانی یہ ہے کہ واسطہ فی العروض اور ذو واسطہ متحاذ فی الوجود اور ممتاز
از یکدیگر نہین ہوتی اور یہان امتیاز اور انحیاز بدرجہ غایت ہے ایک اگر ملک عرب مین ہین تو
ایک شام وعراق ومصر مین مگر یہ اعتراض بہی اثبات ضرورۃ یا کلیۃ امتیاز پر موقوف تہا سو دلیل تو
آپ نے کوئی ارشاد نفرمائی بیان فرمائی تو ایک مثال بیان فرمائی مولانا مثال جزئی سے
کوئی حکم کلی ثابت نہین ہوتا ہان امثلہ کثیرہ سے البتہ حصول استقراء متصور ہے مگر پہر کیا استقراء
کوئی حجت قاطعہ نہین ہوتا باینہمہ عدم امتیاز فی الوجود سے اگر یہ غرض ہے کہ عقل سے لیکر حواس تک
کوئی ممیز اوسکی تمیز نکر سکے تو اس قسم کا امتیاز اور انحیاز تو مثال حضور مین بہی موجود ہے حواس سے
اگر لون وجسم متمیز نہین ہوتی تو نہو عقل تو دونون کو ایک دوسرے سے متمیز سمجہتی ہے اور اگر امتیاز
فی الوجود یہی ہے کہ حواس سے جدی جدی معلوم ہوتی تو اس قسم کے امتیاز کا نہونا مثال مذکور مین تو
مسلم پر مثال جالس سفینہ اور سفینہ مین جو مثال اول اور اصل موصل ہے کیا کیجئے گا اور یہ امتیاز
اور انحیاز کہان سے لائیگا اور اگر یہ غرض ہے کہ انفصال نہو مناسب ماہیت اتصال ہو چنانچہ مناسبت
جسم ولون فیمابین جسم ولون اتصال ہے اور مناسب سفینہ وجالس سفینہ فیمابین سفینہ وجالس سفینہ
اتصال ہے تو اس قسم کے ارتباط کی نفی فیمابین اجسام الانبیاء تو مسلم لیکن فیمابین الارواح آپ نے
کہان سے ثابت فرمائی جو یہ اعتراض فرمایا بعد ثبوت دعوی حضور اثبات نفی مذکور بہی ضرور ہے ہان اگر
مصداق نبوۃ اجسام ہوتے اور اس وصف کی موصوف اصلی ارواح انبیاء علیہم السلام نہوتین تو البتہ
اس لون بعید پر یہ ارتباط دشوار تہا باقی انصاف یہ ہے کہ اتصال وصف عارض تو دونون سے
ضرور ہے اور اتصال موصوفین کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین جیسے وقوع حمل فیمابین الموصوفین
کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین باقی اسکا اثبات اس محل مین مناسب نہین رہی یہ بات کہ کسی
معقولی نے یون ہی لکہا ہے تو بشرط صحت یہ بات آنہین کے نزدیک حجت ہی جنکی نزدیک معقولات منقولات [illegible]

جنکے نزدیک منقولات ہی منقولات ہین بلکہ ایک حساب سے منقولات ہی معقولات ہین یعنی بوسیلہ
عقل ہی صحت منقولات اونکو معلوم ہے یہ نہین کہ عقل کی مانتے ہین موافق نقل ہو یا مخالف
اُن کے نزدیک ایسے مضامین ہین کسیکا کہا سنا کوئی حجت نہین اور خلاصہ اعتراض ثالث
یہ ہے کہ وصف عارض من الواسطہ علی ذی الواسطہ متعدد بالشخص نہین ہوتا اور یہان وصف
نبوۃ متعدد بالشخص ہے اسکا جواب ہی وہی ہے کہ یہ اعتراض ہی ثبوت تعدد شخصی وصف نبوۃ پر
موقوف ہے اور یہ بات آپ سے ثابت ہوئی نہو انشاء اللہ ہان تعدد شخصی انبیاء کرام علیہم السلام
شاید سرمایہ خلجان ہو مگر یہی وجہ خلجان ہے تو یہ بات تمام موصوفین بالذات اور بالعرض یا یون
کہیے تمام وسایط فی العروض اور معروضات مین پائی جاتی ہے موصوف بالذات اور موصوف بالعرض
اور واسطہ فی العروض اور معروض واحد بالشخص نہین ہوتے یعنی موصوف بالذات اور ہوتا ہی اور
موصوف بالعرض اور ہوتا ہے اور واسطہ فی العروض اور ہوتا ہے اور معروض اور ہوتا ہی مگر ان
یون کہیے کہ آپ نبی حقیقی محض اجسام انبیاء علیہم السلام کو سمجھتے ہون اور اس وجہ سے اشتراک وصف
واحد غلط معلوم ہوتا ہے مگر جو شخص موصوف حقیقی بالنبوۃ ارواح انبیاء علیہم السلام کو سمجھتا ہو اور
اطلاق نبی اجسام پر مثل اطلاق دیگر اوصاف روحانی مجازی عرضی جانتا ہو اوسکے نزدیک یہ
بُعد جسمانی مانع قرب روحانی نہین ورنہ یہ قضیہ الفارمرث بلکہ فیض صحبۃ اور نیز حدیث المرء مع
من احب وغیرہ انصاف کی رو سے سب غلط ہو جاوین وہی نکمی تاویلین وہ کہان کہان نہین
ہوسکتی اس حساب سے تو کلام اللہ اور تمام احادیث مین بلکہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مین بھی
تحریف معنوی کرسکتے ہین۔

تقریر [illegible] الیع [illegible] خاتم بمعنی موصوف بالذات بالمعنی المسلم اگر متحقق ہو تو لامحالہ ایک ہی ہوگا
[illegible] موصوفین بالعرض کا ہو [illegible] تمام تو طبقات [illegible] مین ہین کس قسم کے

خاتم ہین اگر وہ بھی موصوف بالذات ہین تو تعدد لازم آیا اور جنکو موصوف بالعرض قرار دیا تھا بعض ان مین سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہین تو خاتم نہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار لازم آیا اور مین نبی کنبیکم موجود ہے۔

جواب۔ مولانا یہ اعتراض تو آپ کے منہ پر زیبا نہین دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی سے بھی واقف نہین جیسے جزئی حقیقی بھی ہوتی ہے اور اضافی بھی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بھی حقیقی بھی ہوتا ہے اور اضافی بھی ہوتا ہے صفحہ ۳۴ کی تحذیر الناس کی اس عبارت کو دیکھئے ہر زمین مین اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم انتہی ہان اگر اونکی خاتمیت کو بھی علی الاطلاق رکھتا تو یہ اعتراض بجا تھا سو جیسے جزئی اضافی کے جزئی ہونیکے یہ معنی ہین کہ اپنے مافوق کی نسبت جزئی ہے علی الاطلاق جزئی نہین ایسے ہی خاتم او موصوف بالذات کو بھی اضافی ہی سمجھئے کہ وہ بہ نسبت اپنے ماتحت کے خاتم اور بہ نسبت اپنے مستفیدون کے موصوف بالذات ہین ورنہ میری طرف سے یہ گذارش ہے کہ جزئی اضافی مثل انسان وغیرہ کی اگر جزئی بمعنے مالایصدق الا علی واحد شخصی ہے تو انسان مین یہ بات کہان اور نہین تو پھر اوسکو جزئی کیون کہتے ہین اگر وہان امتناع عن الشرکت سے بحث نہین بلکہ اُس خصوص پر نظر ہے کہ جو جزئی حقیقی کو بالضرور لازم ہے اور فقط بلحاظ خصوص جزئی کہدیتے ہین گویا خصوص مانع عن الشرکت مین سے جو خلاصہ حقیقت جزئی ہے فقط خصوص ہی دیتے ہین اور مفہوم منع کو حذف کردیتے ہین تو یہان بھی مفہوم مستفاد منہ مستغنی عن الغیر مین سے جو موصوف بالذات حقیقی اور خاتم حقیقی کی حقیقت کا خلاصہ ہے تجرید کر کے فقط مفہوم مستفاد منہ رہنے دیتے ہین اور باقی کو حذف کردیتے ہین اس صورت مین نبی کنبیکم کہنا بھی صحیح ہے اور اعتراض بھی کچھ نہین باینہمہ تقریر متملتہ جو رسالہ تحذیر مین مرقوم ہے شاید آپکی نظر سے نہین گذری ورنہ معنی نبی کنبیکم کی کہلاتے اور آپ یون نفرماتے اور اگر موصوف

بالذات مین نہین انتہی۔

محذور خامس قاسم کے نزدیک خاتم بمعنی اسکے کہ سب انبیاء سے آخر ہو ہرگز ہو نہین سکتا کیونکہ خلاف سیاق آیۃ کریمہ کے سمجھتے ہین اور خلاف اثر ابن عباس کے ہے اور اس معنی کی لنہی مین اوسکے نزدیک کچہ فضیلت بہی نہین پس ضرور ہوا کہ خاتم یا تو اوس معنی پر ہو جو مذکور ہوئی یا بمعنی خاتم انبیاء طبقہ اولی اول معنی لینے مین باوجود لزوم محذورات سابقہ کے یہ بڑا محذور لازم آتا ہے کہ اور خاتمونکی اس معنی کی خاتمیتہ نہین ہوسکتی اور ثانی مین اول تو کچہ فضیلت نہین بقول قاسم کے جبکہ سب انبیاء سے آخر ہونیمین فضیلتہ نہین تو ایک طبقہ کے انبیاء سے آخر ہونیمین ظاہر ہے کہ کیا فضیلتہ ہوگی ثانیاً خصوصیت طبقہ کس قرینہ سے سمجھی جائیگی ثالثاً دوسرے خاتمون کو خاتمیت طبقہ اولی کیسے ثابت ہوگی تاکہ مثل ہون اور اگر خاتم بمعنی خاتم طبقہ مطلق لین تو البتہ سب خاتم اس معنی مین شریک ہوجائین گے مگر خاتم اول کو کچہ فضیلت دوسرون پر ثابت نہوگی اور سیاق آیۃ کے مخالف ہوگا لیکن اثر ابن عباس کی موافق ہے اب یہ ارشاد فرمائین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات لیکر کیونکہ آیۃ اثر ابن عباس کی موید ہے اور مخالف نہین حالانکہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا خاتم ایک ہو اور حدیث چاہتی ہے کہ متعدد ہون اگر یہ فرماوین کہ آیۃ مین خاتم بمعنی موصوف بالذات کے ہے اور حدیث مین خاتم بمعنی طبقہ ہے پس منافات نہوئی تو یہ ارشاد ہو کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہے جسکے معنے یہ لئے جائین اس تکلیف لاطائل کی کیا ضرورۃ ہے جسکے لئے اتنی عرق ریزی فرمائی حدیث مین تو نبی کنبیکم ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی النبوۃ ہی کافی تہی خاتمیت ثابت کرنیکی کیا حاجت تہی اور اگر حاجت تہی تو ویسی خاتمیت ثابت کرنی چاہئے جیسے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنص ہے اور وہ حضرت خاتم بمعنی موصوف بالذات ہین جسمین قاسم کے نزدیک شرکتہ کی ہرگز گنجائش نہین او بمعنی متاخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہین

اسواسطے کہ خاتم اور انبیاؤن کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے ہی قاسم ممکن کہتا ہے کہ جتنے
زیادہ ہون اُتنے فضیلت خاتم مطلق کی بڑہیگی جو کوئی اس امکان یا فعلیتہ سے انکار کرے
گویا زیادہ فضیلت سے منکر ہوا اورکمی فضیلتہ کا خواہان ہے اور بمعنی خاتم طبقہ اولی بہی لینا درست
نہین اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلتہ سے انکار قاسم ہی کو لازم آئیگا جس سے غیرون کو
تحذیر فرماتے ہین۔

جواب۔ مولانا محذورات سابقہ خصوصًا محذور رابعہ ہی کافی تہا آپنے اس محذور کے
رقم فرمانے مین کیون تکلیف اوٹہائی اسلئے اسکے جواب مین بہی جوابات گذشتہ ہی کافی ہین دیکہئے ہین
تو یہ اعتراض بامعنی بڑا ہے کہ تقریبًا پورے ایک صفحہ پر آیا ہے پر ویسے دیکہئے تو آپ نے
دکہلانے کو خوامخواہ وہ احتمالات پوچ رقم فرمائے ہین جو آپ کے نزدیک بہی یہی ہوگا کہ قاسم
ان احتمالات کو ہرگز تسلیم نکریگا مگر جب آپنے اوسی مضمون سابق کو لوٹاکر ایک اعتراض جداگانہ
قرار دیا تو ہم بہی جواب مستقل ہی رقم کرتے ہین سنئیے خاتمیت زمانی کا مراد ہونا نہونا تو پہر دیکہا جاویگا
اور یہ بات بہی مین پہر ہی کہونگا کہ اس جگہہ خاتمیتہ بہی کسی طرح مراد اور مفہوم ہوسکتی ہے
یا نہین پر سردست تو عرض ہے کہ مین اوسی احتمال کو تسلیم کرتا ہون جو آپ میرے ذمہ لگاتے ہین
رہا محذورات کا قصہ سو محذورات سابقہ کا جواب تو جوابات سابقہ مین دیکہہ لیجئے اور وہ بڑا محذور
جسکو آپ یہان جتلاتے ہین نہ بڑا ہے نہ چہوٹا اور جو کچہ ہے بہی تو اوسکا جواب بہی محذورات
سابقہ کی جوابات مین گذر چکا مکرر کسلئے لکہئے مگر ہان یہ بات قابل گذارش ہے کہ اگر آپ کے
نزدیک خاتمیتہ بمعنی مذکور کا اور انبیاء مین ہونا میرے سر اثر ابن عباس سے لازم آتا ہے چنانچہ
محذور رابع کا جملہ اجبرہ اسی جانب مشیر ہے تب تو آپ چپکے ہی ہو جائین تو بہتر ہے مولانا تحقیق
تشبیہ نبی لنبیکم کو تحذیر الناس مین دیکہہ ہی کر اعتراض کرنا تہا مگر افسوس آپ بہی مثل دیگر

متعصبین بے سوچے سمجھے اعتراض فرما بیٹھے اے حضرت منکرین اثر او رمقرین اثر دونون اثر مذکور
سے مساوات کلی سمجھ بیٹھے جو لوگ مساوات کلی شش امثال کے مدعی ہوئے وہ بہی اس بہروسے
مدعی ہوئے اور سید الخلق وغیرہ الفاظ منصوصہ جو افضلیۃ کلی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت
کرتے ہین خیال نفرمایا اور جو لوگ منکر ہوئے وہ لوگ بہی اسی بناء پر منکر ہوئے اور تغلیط آئمہ
حدیث اور تکذیب عبد اللہ ابن عباس بلکہ تکذیب سید الناس صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف
کیا یہ بات کوئی صاحب سمجھے کہ جیسے عکس آئینہ کو بہمہ وجوہ مشابہ اور مماثل ذی عکس سمجھتے ہین
اسی طرح اگر خاتمان اراضی سافلہ کو عکس مشابہ سمجھین گے تو کلام مین کچھ تجوز نہ آجائیگا کسی قسم کی
تحریف معنوی یا لفظی نہونے پائیگی بلکہ معنی لفظی مطابقی جون کے تون بنے رہین گے ادہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ہونا اور اورونکا عکس او رظل ہونا ثابت ہوجائیگا جس سے
افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوجائیگی اور خلافت مشار الیہا فی آیۃ واذ قال ربک
للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تمام شیون خداوندی مین مسلم ہوجائیگی باینوجہ کہ خلیفہ
اور نائب مین وہ بات ہونی چاہئے کہ جو مستخلف و منیب مین ہو خلافت خداوندی کو لازم ہے کہ کمالات خداوندی سے حصہ رسد بقدر
خلافت خلیفہ مین ہون سو اور خلفاء خداوندی مین مثل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اگر اور
شیون اور کمالات تہے تو شان بیدہ الخیر جسکو تعبیر او رتفصیل کیجیے اور تحریف نہ کیجیے تو یہی
شان افاضہ وساطت عروضی ہے کسی مین پوری نہ آئی البتہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو
عنایت ہوئے اور اگر بالعرض والتقدیر بیدہ الخیر کسی اور ہی جانب مشیر ہو تب مرتبہ
اسی کی تعبیر او رتفسیر ہے اور یہ بہی نہ سہی اور کیون ہوگی اب تو قاسم نے بہی کہدی اورون ہی کی
کہی نہ سہی لیکن اسکو کیا کیجیے کہ شان وساطت خداوند خلاق کے لئے آپ کے نزدیک بہی مسلم ہے
سو مظہر تام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام ہی اگر اوسکی مظہر نہوئی تو اور کون ہوگا اور خلیفہ

اکمل کون حضرت افضل المخلوقات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ مین بہی کمال اگر نہو گا تو پہر کس مین یہ
کمال ہوگا بہرحال اس شان کی خلافۃ کسی اور کو نہ ملی اس باب مین خلافۃ عطا ہوئی تو آپ ہی کو
عطا ہوئی سوا اوسکی یہی صورۃ ہیکہ انبیاء کا آپ کی نسبت مستفید ہونا تو جملہ خاتم النبیین سے ثابت
اور امت کا مستفید ہونا النبی اولی بالمومنین سے ظاہر ہوتا ہے اور سوا اس امتہ کے اور امتون کا
بواسطہ اور انبیاء کے مستفید ہونا ثابت ہوتا ہے غرض جہان جہان مادۂ ایمانی ہے اوسبہی مین ہے
ورنہ کفار کے حق مین تکلیف ایمان اسی طرح منجملہ تکالیف مالا یطاق ہو جاتی جیسے باصرہ کو تکلیف
استماع اور سامعہ کو تکلیف ابصار وہان وہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے بالجملہ
اس شان مین بہی آپ خلیفہ خداوندی ہین اتنا فرق ہے کہ ذات خداوندی پر سوا وجود
اور کسی ماہیت کا اطلاق نہین کر سکتے اسلئے افاضہ ذات خداوندی محض وجودی ہوگا اور
جہان جہان وجود کا اطلاق درست ہوگا وہان وہان افاضہ مذکور کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہوگا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود خاص اور ماہیتہ خاص رکہتے ہین اسلئے آپکا افاضہ
اوسی حد مین محدود رہیگا بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے افضلیت مطلقہ جسکی تفہیم
اوپر فارغ ہو چکا ہون ثابت اور موجہ ہو جاویگی اور خلافتہ تامہ اس صورۃ مین درست ہو جایگی
کلام اللہ پر ایمان رہیگا حدیث کی تکذیب نہو گی غرض لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دونو
بنے رہین گے سو اسمین ایسی کونسی گناہ کی بات ہے جو اس شد ومد سے انکار ہے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیتہ مطلقہ اور خلافتہ تامہ خوش نہین آتی اور اگر تشبیہ فی النسبتہ مراد ہے
اور یون کہئے کہ جو نسبت ہماری خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہان کے اور انبیاء علیہم السلام سے ہے
وہی نسبت فرد اکمل کو وہان کے انبیاء باقیہ کے ساتہ تب بہی کوئی تجویز ہین کوئی تخریف نہین مگر
اس سے ثبوت مساوات کیونکر لازم آیا جو مدعیان محبتہ ومعتقدان یکتائی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بہ انکار ہے اور مدعیان مساوات کلی شش امثال کو یہ اضطراب ایک لاکہہ کو دو لاکہہ کے ساتہ
وہی نسبت ہی جو دس کو بیس کے ساتہ لیکن لاکہہ اور دس اور دو لاکہہ اور بیس مساوی نہین
چونکہ اس بحث کو رسالہ تحذیر مین لکہہ چکا ہون تکرار بیفائدہ سے کچہ فائدہ نہین ہان یہ بات قابل
گذارش ہے کہ اخبار مشابہ کسی نہ کسی مدرک یا حاسہ کے احساس کے بہروسے ہوا کرتا ہے سو اگر
کسی حاسہ سے ایک شی دوسری شے کے مماثل نظر آئے تو جو [illegible]
فرق جو اور مدرکات سے معلوم ہوتا ہے قادح تشبیہ نہوگا ورنہ جہان مین کوئی تشبیہ صحیح نہوا کرتی
نہ کوئی فرق تو ضرور ہے ورنہ اثنینیت جو تشبیہ اور تشابہ کو لازم ہے مبدل بوحدت حقیقی ہوجاتی
والغافل تکفیہ الاشارۃ اور اس صورۃ مین جو تشبیہ کسی حاسہ کے اعتماد پر ہوا اور اسی حاسہ کو فرق
محسوس ہوتا ہو تو وہ تشبیہ غلط اور وہ تشابہ غیر صحیح ہوگا مثلا عکس آئینہ مستقیم کا مشابہ اصل ہی
ہونا آنکہہ سے معلوم ہوتا ہے اسلئے تشبیہ بہی عکس کی ذی عکس کے ساتہ صحیح ہے اور فرق اصلیت
اور ظلیتہ جو فیما بین یکدیگر ہے اس تشبیہ کی صحتہ مین قادح نہین کیونکہ یہ فرق آنکہون سے معلوم نہین
ہوتا البتہ عقل بوسیلہ مدرکات بصری اس مضمون کا انتزاع کر لیتی ہے اور تشبیہ کسیکی عکس کی
کسی کے ساتہ یا کسی کے عکس کی اسی کے ساتہ درصورتیکہ عکس متناسب اصل نہو جیسے آئینہ
غیر مستقیم مین ہوتا ہے کہ عکس مین کبہی بہ نسبت اصل کے لمبائی اور کبہی چوڑائی معلوم ہوتی ہے
غلط اور غیر صحیح ہوگی کیونکہ یہ فرق خاص اسی حاسہ سے معلوم ہوتا ہے جس سے اصل اور ظل محسوس
ہوتے ہین اس صورۃ مین جس دیدۂ بصیرت سے اصل نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ اور ظل نبوۃ مذکور محسوس
ہوتے ہین اگر اوسی سے تشابہ ہی معلوم ہوگا تو تشبیہ بہی صحیح ہو جائیگی اگرچہ باہم فرق اصلیت
وظلیتہ ہو کیونکہ یہ فرق انتزاعیات عقل سے ہے اور اگر ادراک دیدۂ بصیرت مذکورہ مین باہم
متشابہ نہ معلوم ہون گے تو پہر یہ تشبیہ صحیح نہوگی بہرحال ثبوت خاتمیۃ مطلقہ بمعنی اتصاف ذاتی

حقیقی بمقتضاء تشبیہ نہین گنجایش تکلم مسامحات نظر سرسری سے ہے اوسکو مبناء اعتراض بنانا اہل علم دقیق
سے بہت مستبعد ہے الغرض مقتضاء تشبیہ ہرگز یہ نہین کہ مشبہ ہی مثل مشبہ بہ موصوف بالذات ہو
فقط اتنی بات ضرور ہے کہ نفس کمالات نبوۃ اصل وظل مطابق یکدیگر ہون اور دونون کا ایک ہی
تناسب ہو اصل جواب ضروری تو فقط اتنا ہی ہے باقی رہی آپکی تعریضات اور اشارات اون کے
مکافات کے لئے بہت نہین تو تھوڑا ہی سا کچھ سن لیجے آپ خاتمیت زمانی کے نہو سکنے کی میری طرف
تین وجہ بتلاتے ہین ایک مخالفت سیاق دوسری مخالفت اثر ابن عباس تیسری عدم فضیلت واقعی
انمین سے دو وجہین تو اسی بات کو مقتضی ہین کہ فقط تاخر زمانی کو مدلول مطابقی خاتم النبیین تو
قرار نہین دے سکتے اور یہی وجہ ہو کہ مخالفان تحذیر کو اب تک اسکا کچھ جواب نہین آیا اگر مخالفت سیاق نہین تو
آپ ہی فرمائین کیونکر اتفاق سے ہر شرطیہ سے ایسا قصہ نہو جیسے کہا کرتے ہین بیاہ مین بیسیج کا
لیکھا علی ہذا القیاس تاخر زمانی مین کچھ فضیلت نہین تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے اور تقدم
بالشرف اور تاخر بالشرف اور ہے تقدم و تاخر کے لئے یہ دونون نوعین جدی جدی ہین ایک کو
دوسرے سے کچھ علاقہ نہین البتہ خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ
آپ ہی فرمائین کہ تاخر زمانی مین بالذات کیا فضیلت ہے ہان اور مقدمات کو ملا کر اس سے کچھ نتیجہ
نکالین تو ہو سکتا ہے پر وہ مقدمہ منضمہ اگر یہی مقدمہ مفروضہ احقر ہے تب تو جہان سے بھاگتے تھے
وہان ہی آنا پڑا اور اگر کوئی مقدمہ اور ہے تو اول تو ہونا معلوم جب کسی کو سنائیگا جب اوسکی
حقیقت معلوم ہو جائیگی اور اگر ہو بھی تو کلام اللہ مین تو انشاء اللہ نہوگا اور ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت
عمدہ عقائد اسلام مین سے ہے اور ہر کلام اللہ کی شان مین کلام اللہ ہی مین تبیانا لکل شیء
فرماتے ہین پھر جب یہی رکن اسلام کلام اللہ مین نہو تو تبیانا لکل شیء کہنے کے کیا معنی ہون گے
اسی لئے آپ سے اور نیز اور معترضان تحذیر کی خدمت مین یہ التماس ہے کہ خاتمیت معروضہ احقر کو

نہ ماننے پر سب کے سب رل ملکر ہفتہ دو ہفتہ مہینے دو مہینے مین برس دو برس ہی مین اس مسئلہ کو
کلام اللہ سے ثابت کر دیجیے پر بطور پیش بندی اتنا معروض ہے کہ آیۃ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور آیۃ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا اور آیۃ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور رَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وغیرہ سے استدلال نفرمائین کیونکہ مضمون رحمۃ اس بات کا خواستگار نہین کہ
مرحوم سے مصداق رحمۃ افضل ہو علی ہذا القیاس مفہوم انذار اس بات کو مقتضی نہین منذر و نذیر
منذرین بفتح الذال سے افضل ہو علی ہذا القیاس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اول تو خصوصیت
محمدی پر دلالت نہین کرتا جو اس بیان کو اس باب مین تبیان کہہ سکین دوسری فضیلت جزئی
مین بہی یہ بات کہہ سکتے ہین تیسرے علی بعض نکرہ فی سیاق الاثبات ہے عموم افراد پر دلالت
نہین کر سکتا ہان سو قضیۂ جزئیہ ہے سو جیسے افضلیۃ اس صورت مین ثابت ہوگی ویسی فضیلت تو
اورون کو بہی حاصل ہے ایسے ہی رفع بعضہم درجات سے نہ خصوصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ہوتی ہے نہ عموم درجات سوا ان کے اور آیات سے بہی امید اثبات افضلیۃ نہ رکہیے گا
اور اگر کسی آیۃ مین سوا خاتم النبیین افضلیۃ کی طرف بوسیلۂ دلالت التزامی اشارہ بہی ہے تو
مجکو اتنی امید نہین کہ وہین سے اثبات مدعا مذکور کوئی صاحب ثابت کر دین مگر آنکہ ع مردے از غیب
برون آید و کارے بکند اور اگر بالفرض افضلیۃ مطلقہ ثابت بہی ہو تو پہر بہی ہمارا مطلب ہاتہہ سے نہین گیا
اسلئے کہ افضلیۃ مطلقہ خود اتصاف ذاتی کو مقتضی ہے سو اگر کوئی صاحب کسی قسم کی دلالت سے
عبارۃ النص ہو یا کچہ اور کسی قسم کی استدلال سے لمی ہو یا انی افضلیۃ مطلقہ کو ثابت کر بہی دین گے
تب بہی تسلیم اتصاف ذاتی سے چارہ نہوگا بلکہ بعض صورۃ مین تو وہی مضمون خاتم النبیین تہوڑی سی
ایہہ پہیر سے نکل آئیگا اور بعض صورۃ مین بطور اقتضاء النص ماننا پڑیگا اور اس وجہ سے وہ اعتراضات
جو واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونے پر مبنی تہے سب دہرے کے دہرے رہ جائینگے باقی رہا مخالفۃ اثر

ابن عباس کا قصہ سو اسکو وجہ صحتہ معنی مذکور اور غلطی معنی دیگر قرار دینا محض ایک بندش
بیجا یا مغالطۂ نازیبا ہے اسلئے کہ مین نے کہین لزوم مخالفتہ اثر ابن عباس کو وجہ صحتہ و علتہ غلطی
مذکورہ نہین لکہا بلکہ یہ تو لکہا ہے کہ درصورۃ ارادۂ تاخر زمانی بہی اثر مذکور مخالف خاتم النبیین
نہین اور وجہ اسکی گو تحذیر مین نہین لکہی پر یہان لکہتا ہون جملہ اسمیہ ثبوت محمول متحد موضوع
کے لئے اگرچہ زمانہ کا خواستگار ہے پر زمانہ خاص پر مثل جملہ فعلیہ دلالت نہین کرتا [illegible]
ضرب زید مین امس کہنا درست اور غدا کہنا درست نہین یا یضرب زید مین غدا کہنا [illegible]
امس کہنا درست نہین ایسے ہی زید ضارب مین بہی یہی بات ہوتی اور امس اور الیوم او غدا [illegible]
قیدون کا لگا دینا درست نہوتا سو جملہ نبی کنبیکم جملہ اسمیہ ہے وہ بذات خود زمانہ حال کا [illegible]
نہین ورنہ جملہ آدم کا دکم الخ بہی تغلیط کے لئے مخالفون کو کافی تہا اس صورۃ مین [illegible]
خواتم اراضی سافلہ نیچے سے لیکر اوپر تک ایک دوسرے سے اس طرح سے آگے [illegible]
زمین ہفتم کا خاتم سب مین اول ہوا اوسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد اوسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد [illegible]
اور ہمارے خاتم سب کے بعد ہین اور اونکی خاتمیتہ اضافی ہو اور آپکی مطلق اتنا فرق ہے [illegible]
فقط اسی طبقہ کا آخر نبی ہوا اور خاتم طبقہ ششم اپنی طبقہ کا ہی خاتم ہوا اور طبقہ ہفتم کا بہی خاتم ہو
علی ہذا القیاس اورونکو سمجہئے اور آپ جانتے ہین کہ اسمین کچہ خرابی نہین اور مین نے شروع بحث خاتم
مین بہی اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ
تقریر ہے جس سے خاتمیتہ زمانی بہی منجملہ مدلولات مطابقی ہو جائے پسپر آپ فرماتے ہین کہ ناسم کی نزدیک
خاتم بمعنی اسکے تو ہو ہی نہین سکتا کہ سب انبیاء سے آخر ہو مولانا غور نکرنیکا کچہ علاج نہین اگر تقریر
مشار الیہا پر غور فرمایا تہا تو سطر ہفتم و ہشتم صفحہ نہم ہی کو ملاحظہ فرما لینا تہا اس عبارت کو
نقل کئے دیتا ہون اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لیجئے تو پہر دونو

طرحکا

ختم ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی انتہی
اسکے بعد پھر وہ تقریر مشار الیہ ہی باقی ہے ارشاد کہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا ایک خاتم ہو اور حدیث
چاہتی ہے کہ متعدد اور اس وجہ سے آپ آیۃ اور اثر مذکور کو مخالف یکدیگر سمجھتے ہین بعد تقریر مذکورہ بالا
قابل سماعت نہین کیونکہ حدیث مذکور مین اصلیۃ اور ظلیۃ کی طرف اشارہ ہو ہی نہین سکتا البتہ
تطابق تحتی کے تمامات کو اگر مدلول مطابقی کہئے تو زیبا ہے لیکن اس سے وحدۃ خاتم حقیقی مین کچھ
رخنہ ہرگز نہین پڑتا آگے آپ یہ ارشاد فرماتے ہین کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہے واقعی
حدیث مین لفظ خاتم نہین لیکن آپکو بہت دیر کے بعد یہ بات یاد آئی اگر یہی تھا تو محذور رابع کے
آخر مین یہ ارشاد کس لئے تھا کہ اگر موصوف بالذات نہین تو خاتم نہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار
لازم آیا اسمین کچھ گنجائش موجود ہے اسلئے کہ جب تشبیہ معلوم خاتمیۃ پر دلالت ہی نہین کرتی تو
انکار بھی لازم نہین آتا اور اگر دلالت خاتمیت منجملہ مسلمات انتہی تھی کہ یہ ارشاد تھا تو مین نے فرمائے
کہان یہ عرض کیا ہے کہ خاتمیت حقیقی اس سے ثابت ہوتی ہے ہان یون کہئے تناسب مین تطابق
اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے اسلئے منکرین اثر مین سے اکثر معتقد مساوات کلی ہوگئے اور
منکرین اثر اسی وجہ سے منکر ہوئے کیونکہ در صورۃ تطابق ظاہر بینون کو سوا مساوات کلی اور کوئی احتمال
نہین سوجھتا اگر اس دلالت کے بہروسے محذور رابع مین وہ ارشاد تھا تو آپ یہان کیون بھول گئے
جو یون فرماتے ہین کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہے اور اگر آپ یہ فرمائین کہ تشبیہ سے اگر ثابت
ہوگی تو اسی قسم کی خاتمیت ثابت ہوگی جس قسم کی خاتمیت مشبہ بہ مین ہوگی یہ بات کہین تقریر کہین
بہتر یعنی ایک جا خاتمیت مرتبی ہو ایک جا خاتمیت زمانی قرین عقل نہین بظاہر کلام موجہ ہی مگر جب آپکے
نزدیک اشتراک فی الجملہ تشبیہ کے لئے ہی کافی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین اس تشبیہ کے لئے شرکت
فی النبوۃ کافی تھی تو پھر خبیثہ مطابقۃ بن پڑی تو بہتر ہے کیونکہ در بارۂ تشبیہ تفاوت عند الحاسۃ المدرکہ

مضر ہے اور اسی تقریر سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ شرکت فی النبوۃ ہی کافی ہے اور
عرق ریزی کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اگرچہ نہ یہ ابنا ما فی الضمیر ہے اور نہ واقعی یہ وجہ عرق ریزی ہے
بلکہ عرق ریزی کی نوبت ہی بفضلہ تعالی نہیں آئی کل دو ڈیڑھ دن میں جو کچھ آپ نے دیکھا لکھا ہے وہ ہمیں
نزدیک وجہ شبہ وہی تطابق نقشہ کمالات اور اتحاد نسبت واقعہ فیما بین انبیاء زمین ہذا اور
نسبت واقعہ فیما بین انبیاء اراضی دیگر ہے جس سے ایک جانب اتصاف ذاتی اور دوسری جانب
اتصاف عرضی ہی ہو تو کچھ خرابی لازم نہیں آتی اور باعث عرق ریزی فقط اندیشہ لزوم تکذیب
ابن عباس اور بپاس ایمان محدثان والا مقام و دیگر متبعان و مقلدین محدثین مذکورین ہی تھا بلکہ اور
دیکھئے تو یہ تکذیب و تکفیر پہنچتی ہے کیونکہ اثر مذکور بروے اتصاف بالعرض مرفوع ہے سو آپ ہی
فرمائیں کہ یہ عرق ریزی جو سراسر بجائے خود ہے اور بفضلہ تعالی نتیجہ عرق ریزی بحسب الوجوہ صحیح
عمل صالح ہے اگر نیت اچھی ہو یا تکذیب اثر اور تکذیب اور تکفیر محدثین و دیگر مقلدین نعوذ باللہ اگر
آپ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتم بمعنی آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہیں اس واسطے کہ اور
انبیاؤں کا ہونا بعد خاتم مطلق کے قاسم ممکن بتلاتا انتہی سبحان اللہ یہ تقریر بھی عجب دلچسپ ہے
کوئی پوچھے اس دعوی کو اس دلیل سے کیا علاقہ مولانا صاحب قضیہ کے لئے یہ ہی ضرور نہیں کہ ضروریہ
ممتنع النقیض ہو قضایا ممکنہ اور فعلیہ بھی صحیح ہوا کرتے ہیں سو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین اگر ضروری
اور ایک وجہ سے ہے بھی چنانچہ تقریرات تحذیر اس پر شاہد ہیں تو قضیہ دائمہ ہو سکتا ہے قضیہ ضروریہ
ہونا اسکا ضرور نہیں جو آپ یوں فرماتے ہیں کہ اوروں کا امکان مخالف خاتمیت زمانی ہے بالجملہ فعلیہ
کچھ اور ہے اور امکان کچھ اور معارض خاتمیت زمانی فعلیت وجود انبیاء بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے
امکان انکا یا فعلیہ مطلقہ معارض نہیں مگر آپ نے فعلیت کی پچر ساتھ اسلئے لگائی کہ حضور کے
اعتراضوں کے دیکھنے والے خواہ مخواہ قاسم ناکارہ سے بدگمان ہو جائیں ای حضرت بندہ درگاہ

اگر او را نبیاء کے فعلیت کو موجب فضلیت سمجھتا ہے تو کیا بیجا سمجھتا ہے افضلیت ایک امر اضافی ہے
مقابل مین کوئی ہونا چاہیے پھر یہ فرمائے کہ فعلیت آخریت کی طرف مین نے کہان اشارہ کیا ہے
خیر اسکے جواب مین بجز اسکے اور کیا کہون اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ پر خدا کرے وہ دن بھی
نصیب ہو جو مجکو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہنے کی نوبت آئے یہ تقریرات زائدہ از اصل جواب فقط
بغرض مکافات تہی ورنہ دربارۂ جواب ان تقریرون کے کچھ ضرورت نہ تہی اور اسی وجہ سے اکثر
جملون کو چھوڑ بھی دیا ہے۔

شبہ دوسادس - اثر ابن عباس اگر مولانا کے نزدیک صحیح ہے مگر منقطع با نقطاع معنوی بھی
ضرور ہے بسبب مخالفت کے آیہ خاتم النبیین سے پس لازم ہے کہ اگر حنفی ہون تو اسپر عمل نکریں اور
جیسے حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ پر باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفت عموم فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے حنفی عمل نہین کرتے اور منقطع با نقطاع معنوی سمجھتے ہین۔

جواب مولانا ہین کیا او میرا نزدیک کیا جو آپ دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والاتقام کا
نام نہین آپ کو کیا دشواری ہے ہم لوگ تو دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والاتقام کے
اس سے زیادہ مقلد ہین کہ دربارۂ مسائل فقہیہ ائمۂ مجتہدین کے تقلید ہمارے ذمہ چاہیے کیونکہ وہان تو
کچھ عقل وفہم کو دخل بھی ہے اور یہان نقل محض ہان آپ کو شاید اتباع محدثین منظور نہین اور وجہ اسکی
معلوم نہین یا آپ کو خود سلیقہ مراتب شناسی حاصل ہے یا محدثان مذکور آپ کے نزدیک قابل اعتبار
نہین اگر دوسری صورۃ ہے تو آپ جیتے ہم ہارے اور اگر اول ہے تو آپ ہی سنے رواۃ اثر مذکور مین
جرح کیا ہوتا اور بھی کچھ نہوتا تو اختلاف کی گنجایش تو ہو جاتی بہرحال یہ آپکا تحکم بیجا ہے کہ اس
اثر پر بوجہ عدم صحت بپیرائہ تعریض مین طعن فرماتے ہین ہان یہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث
ایک طریق سے ضعیف ہو اور ایک طریق سے صحیح مگر طریق صحیح بہرحال موجب قبول واتباع حدیث

ہوتا ہے سو جس طریق کی تصحیح اور تحسین بیہقی اور حاکم اور ذہبی اور ابن جریر اور ابن حجر فرماگئے ہین
ہمکو اُسکا ایسا ہی سمجھنا چاہئے آپ کو اختیار ہے ہر ایک شخص اپنے دل کا بادشاہ ہوتا ہے
باقی رہا آپکا یہ ارشاد کہ یہ اثر مخالف خاتم النبیین ہے اس وجہ سے بیجا ہے کہ زبان کو آگے
آخر ہنین پہاڑ نہین ہر گفتار کا اختیار ہے ورنہ بعد استماع وجہ تطبیق قبل اعتراض جیسے ادعاء
مخالفتہ نازیبا ہے ایسے ہی علما کو ایسے اعتراضون کے بھروسے جنکا جواب معروض ہو چکا ایسی بات کے
فرمانی ناروا ہے بالجملہ نہ اثر مخالف آیۃ ہے اور نہ اس وجہ سے منقطع بالقطاع معنوی اور بعد انقطاع
بخیال مخالفتہ بناء فاسد علی الفاسد تھا جیسے اعتراضات گذشتہ باعث توہم مخالفتہ نبوی ہین
ایسے ہی جوابات معروضہ انشاء اللہ بشرط انصاف موجب رفع خلجان ہو جاوین گے اور آپ جو
ارشاد فرماتے ہین کہ اگر حنفی ہو تو اس حدیث پر عمل فرماوین جیسے حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر
باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفتہ عموم فاقرؤا ما تیسر حنفی عمل نہین کرتے فقط قطع نظر اس سے کہ
یہان عمل کی کوئی بات ہی نہین فقط اس وجہ سے ارشاد فرماتے ہین کہ آپ کے نزدیک دونون جا
کلام اللہ اور حدیث صحیح مخالف یکدیگر ہین مگر کمترین کو نہ اثر معلوم مخالف خاتم النبیین معلوم ہوتا ہے
خواہ خاتمیتہ زمانی ہو چنانچہ آپ کو معلوم ہی ہوگا خواہ خاتمیتہ مرتبی اور نہ حدیث لا صلوۃ مخالف
فاقرؤا ما تیسر اور نہ حدیث مذکور مخالف اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا مگر کیا کیجے
نہ اتنی فرصت جو وجہ انطباق بیان کیجے نہ دربارہ جواب اسکی ضرورۃ اگر ضرورۃ تھی تو وجوہ انطباق
اثر مذکور و خاتم النبیین کی ضرورۃ تھی سو اُس سے بحمد اللہ فراغت ہو چکی اس صورت مین اگر بالفرض حدیث
لاصلوۃ اور عموم فاقرؤا ما تیسر مین مخالفتہ بھی ہو تو ہوا کرو لیکن یہ عرض کرنی ضرور ہے کہ بوجہ انقطاع
معنوی حدیث کو اگر ترک کرتے ہین تو حنفی ہی ترک کرتے ہین مگر بوجہ انطباق حدیث و کلام اللہ
یا بوجہ عدم مخالفتہ حدیث و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کا تسلیم کرنا ضرور ہے

باقی مجکو آپ سے تو جو اعتقاد ہے وہ خدا ہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام کے ایمان بہی کچہ تردد نہین ہوتا جو یون کہون کہ اگر آپ مومن ہون تو ضرور ہے کہ اس اثر کو تسلیم فرمائین آپ نے اگر یہ کہلیا کہ اگر حنفی ہون الخ تو بلا سے ۔

محذور سابع جبکہ خاتم سلسلہ نبوۃ کا تعدد قاسم کے معنی مختار سے محال ہے اور اقرار بہی ہو کہ اگر کوئی نبی کسی طبقہ سما یا ارض مین قبل یا مع یا بعد آپ کے فرض کیا جاسے تو وہ بہی موصوف بالعرض ہی ہوگا اُسکا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہوگا کچہ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم مین نقصان نہ آئیگا بلکہ زیادہ ہو جائیگی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب تعالی موصوف بالذات اور اُسکا نظیر ممتنع بالذات ہے ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات ہین اور انکا نظیر ممتنع بالذات ہے الحمد کیا معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مین آیا کہ منکر کو مقر کر دیا من حیث لم یحتسب

ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند ۔

جواب ۔ مولانا سبحان اللہ آپکا قیاس تو باون تولہ پاؤ رتی ہی کا ہے لیکن اگر یہی قیاس ہے تو ہمکو اس بات کے کہنے کی گنجایش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولوی عبد العزیز صاحب کے نزدیک ممتنع النظیر ہین آپکا نظیر ممتنع بالذات سو اُن کے نزدیک جیسے خدا کا نظیر ممتنع بالذات تہا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر بہی ممتنع بالذات اس صورت مین جیسے خدا تعالے واجب بالذات تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بالذات ہون گے مگر مشکل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب بالذات ہون گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی نظیر ہو جائینگے اور خدا تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور اس وجہ سے نہ وہ ممتنع النظیر رہین گے نہ یہ مولانا اگر عقل سے محل گفتگو کرنی نازیبا نہوتی یہ ہیچمدان انشاءاللہ یہ بات روشن کر کے دکہلا دیتا کہ کسیکی نظیر ممتنع بالذات ہونے کو اُسکا واجب الوجود ہونا ضرور ہے خیر یہ بات تو

ہوچکی مگر اب دوسری بات سنئے اگر یہی قیاس ہے تو ہمکو اس بات کے کہنے کی بدرجہ اولے گنجایش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات ہین اسلئے آپکا نظیر بہی ممکن بالذات ہوگا اسلئے کہ آپ نے اپنے قیاس مین اول خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ اشتراک اتصاف ذاتی دربارۂ اتصاف ذاتی نظیر یکدیگر قرار دیا پہر بوسیلۂ تناظر متشارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر کو خدا کی نظیر پر قیاس کیا سو ہم اس سے تو قطع نظر کرتے ہین کہ یہ قیاس مساوات ہی یا کچہ اور پہر یہ شکل کونسی ہے اور اوسکی شرائط ہین یا نہین لیکن یہ بات کہنی ضروری کہ جب دو متناظرین کی نظرین امتناع و امکان مین شریک ہون گے تو خود متناظرین بدرجۂ اولی امکان و امتناع مین شریک یکدیگر ہون گے سبحان اللہ کیسی قدرت خدا کی ظاہر ہوئی کہ کیسے منکر خداوندی کو مقر بنا دیا من حیث لم یحتسب ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند۔ مولانا پہر بہی ہماری یہ گذارش ہے کہ اگر گفتگو ہمچلی نہوتی تو ہم اسکو بہی انشاء اللہ ثابت کردیتے کہ سوا خدا کی اور سب کا نظیر وجوب و امتناع و امکان مین شریک اصل ہوتا ہے خیر یہ باتین تو ہوچکین مگر اب قابل گذارش یہ بات ہے کہ اتصاف ذاتی اور امتناع ذاتی مین بہی مثل وجود تشکیک ہے جس درجہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتصاف ذاتی حاصل ہے اوسی درجہ امتناع ذاتی بہی آپ کے نظیر کو حاصل ہوگا حاصل سخن یہ ہے کہ خدا کا اتصاف ذاتی اس درجہ کو مطلق ہے کہ کسی طرح کی تقیید اوسکی گرد نہین پہٹک سکتی اور ظاہر ہے کہ ممکنات کسی درجۂ اطلاق مین کیون نہون پہر بہی اونکا اطلاق اوس اطلاق کی برابر نہین ہوسکتا جو خدا تعالی کو حاصل ہے سو جیسے خدا تعالی کا اتصاف ذاتی بمقابلہ جملہ کائنات ہے ایسی ہی تمام مواطن وجود مین جو بالیقین سب اوس موصوف بالذات تعالی شانہ کے موصوف بالعرض بہی ہین اوسکا ثانی ہو نہین سکتا اسلئے کہ ایک نوع کے موصوف بالعرض کا ایک ہی موصوف بالذات خاتم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ باعتبار وجود تمام کائنات نوع واحد ہین

ایک ہی وجود سب کو محیط ہے اور وہ بہی بوجہ عروض وجود مذکور دربارۂ وجود موصوف بالعرض
ہین اور یہ بہی ظاہر ہے کہ سلسلۂ وجود خدا پر ختم ہو جاتا ہے اسی لئے خدا تعالی کا ثانی تمام
مواطن وجود مین سے کہین نہین ہو سکتا اور نیز یون ہی کہہ سکتے ہین کہ خدا تعالی تمام مواطن
وجود کو محیط ہے اگر ثانی خدا ہو تو وہ اسیطرح تمام مواطن وجود کو محیط ہو گا اجتماع مثلین لازم آئیگا
جسکو اجتماع الضدین بلکہ اجتماع النقیضین لازم ہے کیونکہ ہر شئے اسبات کو مقتضی ہے کہ
اوسکے مبلغ احاطہ مین اور کوئی شئے نہو چنانچہ متحیزات اور احیاز کے دیکہنے سے یہ بات ظاہر ہے
اور نیز یہ بات ظاہر ہے کہ جیسے خداوند کریم نے ممکنات کو اپنے خزانۂ وجود مین سے ایک حصہ وجود عنایت
کیا ہے اور اس وجہ سے تمام کمالات وجود بقدر حصہ مذکور علی حسب القابلیت اونمین آگئے ہین ایسے ہی
سبحان وحدہ لاشریک ہونے کے خداوند کریم نے تمام کائنات کو بقدر قابلیت واحاطۂ وجود عنایت
فرمائی ہے بالجملہ ہر چیز اس بات کو مقتضی ہے کہ اوسکے مبلغ احاطہ مین کوئی اور نہو اور اس وجہ سے
کہہ سکتے ہین کہ ہر شئے کے ماسوا کا عدم اوس شئے مین ماخوذ ہے اوسکے تصور مین بالاجمال ملحوظ
ورنہ تصادق متبائنات محال نہوتا مگر جیسے نوع وجود مین خدا تعالی خاتم تہا اور باین نظر کہ نوع
وجود تمام افراد کائنات مین ساری ہے اور ہر مواطن وجود مین کوئی اوسکا ثانی نہین ہو سکتا
ایسے ہی نوع نبوت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہین اور سلسلہ موجود مین کوئی آپکا
ثانی نہین ہو سکتا اور جب یون لحاظ کیا جائے کہ نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ ایک وجود خاص و مقید ہے
اور وجود خداوندی وجود مطلق تو بالضرور وجود خداوندی وجود خاص مذکور کو محیط ہو گا پہر جب
اس بات کو لحاظ کیا جائے کہ خاتم ایک اور وہ موصوفات جو اوسکے دربارۂ وصف ملتجی اور اوسکی
محتاج ہین متعدد تو مجموعۂ خاتم (یعنی) موصوف بالذات اور موصوف بالعرض بمنزل ایک مخروط کے
ہو گا پہر مخروط وجود کا انبساط مخروط نبوۃ کے انبساط سے زیادہ ہو گا اور اوسکا قاعدہ اوسکے

قاعدہ سے بڑا اس صورت مین اگرچہ بعد توہم اخراج ساقہای مخروط الی غیر النہایۃ لاتناہی قاعدہ
دونو جا متصور ہے اور بنائے لاتناہی افراد مقدرہ اسی بات پر ہے لیکن افراد مقدرہ کسی مخروط
معنوی کی نسبت ایسے نہون گے جیسے نقاط مفروضہ قاعدہ مخروط جسمانی سو جیسے جو نقطہ اوس
قاعدہ سے خارج کسی اور مخروط مقدر و مفروض پر اوس مخروط سے علاقہ نہین رکہتا اور اوسکے
نقاط مفروضہ یا موجودہ مین سے نہین سمجہا جاتا اور اس وجہ سے مخروط ثانی کے امکان یا وجود کا
انکار نہین کر سکتے اگر کرین تو کسی اور دلیل اور وجہ کے بہروسے سے کرین ایسے ہی وہ افراد جو کسی
اور مخروط معنوی مقدر کے سمجہے جاتے ہین اسکی افراد نہ کہلائین گے اور نہ اس وجہ سے انحصار
امکان فی مخروط الواحد اور امتناع مخروط دیگر ثابت ہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ
مین نے اگر کہا ہے تو افراد مقدرہ معروضات نبوۃ ہی کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ سب آپ ہی سے مستفیض
ہون گے کسی خاتم مقدر کی نسبت یہ گذارش نہین کی ہان اگر خاتم مقدر کو بہی موطن مقابل زاویہ
راس مخروط نبوت یعنی نقطہ ذات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قاعدہ کی جانب
واقع فرض کرین جیسے خواتم اراضی سافلہ کی نسبت یہی خیال ہے تب وہ بہی اسی مخروط خارجی مین
داخل ہو جائیگا ورنہ زاویہ راس مخروط ثانی تجویز کرین تو پہر وہ نقطہ منجملہ نقاط مقدرہ قاعدہ مخروط
نہوگا جو اوسکو منجملہ انبیائے مضاف الیہ جملہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کرین اور امتناع
خاتم دیگر تسلیم کرین علی ہذا القیاس بذریعہ احاطہ اگر تقریر امتناع تحریر کرین تو اوسکا ماحصل بہی
یہی ہوگا کہ موطن نبوۃ موجودہ فی الخارج مین دوسرا خاتم ممکن نہین اگر ممکن ہے معروض نبوۃ ممکن ہے
موطن نبوۃ ایک موطن خاص ہے اور موطن وجود اوس سے وسیع اور عام ہے اور یہ وسعت بہی
اتنی کچہ کہ کچہ نہایت ہی نہین کیونکہ غیر متناہی مین سے امثال متناہی الی غیر النہایۃ نکل سکتے ہین
اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق بجمیع الوجوہ مطلق ہے ورنہ موجودات عینیہ مین اوس سے بہی زیادہ کوئی

مطلق نکلیگا اور اس وجہ سے وجود کے لئے موجودات مین سے کوئی قسیم بنے گا باقی رہا عموم مفہوم
و شی یہ دونون منجملہ مفہومات انتزاعیہ ہین حقائق خارجیہ مین سے نہین اور بہر غور سے دیکھئے
تو وہ بہی ایک وجہ سے اقسام موجودات مین سے ہین ورنہ منجملہ معدومات ہون گے اور موجودات پر
انکا صادق آنا غلط ہوجائیگا رہا صدق علی المعلومات وہ صدق علی المعنون نہین صدق علی العنوان ہے
جسکے موجود ذہنی ہونے مین کچہ کلام نہین الغرض عنوان پر صادق آئی جیسے معدومات اور موجودات
دونون مین ہے یا فقط معنون پر جیسے موجودات پر ہوتا ہے وجہ صدق ذہنی موجودیہ مفہوم و شی
اسلئے کہ مفہوم وہ جس سے فہم متعلق ہوا اور اسپر واقع ہوا اور شے وہ جس سے مشیت متعلق ہوا اور
اسپر واقع ہوا اور تعلق و وقوع فہم اور مشیت جو بالیقین وجودی ہین اگر ممکن ہے تو موجودات ہی کے
ساتہ ممکن ہے ورنہ مفاد تعلق و وقوع جو بالیقین نسبۃ ایجابیہ ہے اور دونون طرف کی وجودی
ہونے کی خواستگار ہے ایک ہی وجودی سے متحقق ہوجائیگا اور تحقق نسبۃ کے لئے وجود
جانبین ضروری نہ رہیگا اور وقت عکس قضیہ مشار الیہا یعنی جس وقت مفہوم اور شی موضوع
ہوجائین قضیہ موجبہ بے وجود موضوع صادق آجائیگا اگر مفاد مفہوم و شی مفعول مطلق ہے فہم و مشیۃ کا
مفعول بہ نہین تب ہی یہی خرابی بر سر رہیگی کیونکہ جب مفعول مشیۃ وجودی ہے تو مفعول مطلق
ضرور ہی وجودی ہوگا دوسرے آپ غور فرماوین تو مفعول مطلق انتہاء مصداق مبدأ اشتقاق یعنی
منتہا ر وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے کیونکہ مطابق نقشہ مفعول بہ اگر بنایا جاتا ہے تو وہی بنایا جاتا ہے
اور جو نہوتا تو با دخال باء استعانۃ اوسکا نام مفعول بہ نہ رکہا جاتا سو جیسے مجرور بہ کی ضمیر مفعول
کی جانب راجع ہے ایسے ہی مفعول بہ مین بہ کی ضمیر مفعول بہ کی طرف راجع ہے جیسے وہان باء استعانۃ ہے
یہان بہی باء استعانۃ ہے البتہ مفعول خاص کی ضمیر مفعول مطلق کی طرف راجع ہے اور حاصل
یہ ہوا کہ مفعول مطلق بنایا گیا ہے بوسیلہ مفعول بہ کے اور صورۃ اسکی ایسی سمجہو جیسے وقت

اشیاء باطن نور مین ظاہر اشیاء کی موافق ایک شکل پیدا ہوجاتی ہے پر مرجع بادا باد مفعول انتہاء
صفت عارض علی المعروض ہوتا ہے چنانچہ مثال نور سے یہ بات روشن ہے اسلئے کہ شکل مذکور
پیرایہ کا انتہاء ہوتا ہے سو صفت عارضہ اگر وجودی ہے جیسے شیئیت اور فہم تو مفعول مطلق بھی وجودی ہوگا
بہر حال مفہوم اور شی کی موجود اور اقسام وجود ہونے مین کچھ تامل نہین اس صورتمین وجود تمام
موجودات خارجیہ سے عام ہوگا اور اوسکے لئے کوئی تقیید اور تحدید نہو سکیگی اور اس وجہ سے اوسکو لیئے
لامتناہی جمیع الوجوہ کا تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور سوا اوسکے اور مفہومات مطلقہ اگر مطلق ہون گے
تو بنسبت اپنی معروضات ہی کے مطلق ہون گے اور عموم بھی اونمین ہوگا تو بنسبت اپنی ماتحت ہی کے
ہوگا بہ نسبت مافوق پھر مقید اور خاص ہی کہنا پڑیگا اور متناہی کا اوسکی نسبت تسلیم کرنا ضرور
ہوگا خواہ ایک وجہت مین ہو یا جمیع جہات مین اور ظاہر ہے کہ غیر متناہی مین امثال متناہی
غیر متناہی نکل سکتی ہین سو افراد مقدرہ مخروط نبوۃ موجودہ فی الخارج داخل احاطہ حکومت وفیض
حضرت خاتم المرسلین ہین اور اس احاطہ مین ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا اسلئے ممکن
نہین کہ اجتماع المثلین فی محل واحد لازم آئیگا مگر مخروطات مقدرۃ الوجود اوس احاطہ سے خارج ہین
اور ہونگا اور یہ بات ہم بالیقین خاتمیت مطلقہ مین ہمارے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر
ہوگا اوس احاطہ مین داخل نہین اور مخروط نبوۃ یعنی مابعد النبوۃ کا خارج مین موجود ہونا اور بعض
افراد مقدرہ کا خارج مین موجود نہونا ایسا ہے جیسا فرض کرو آفتاب ہاین ہیئت کذائی جسمین
اشعہ مستطیلہ مثلثہ موجود ہین موجود ہوتا اور یہ ارض وسماء واشجار و در و دیوار جو محل
وقوع نور آفتاب اور اشعہ مذکورہ ہوتے ہین نہوتے اس صورتمین ظاہر ہے کہ صحنہا مختلفہ اور
روشندانون متعددہ کی روشنیان اور آئینہا مختلفہ کے انوار جواب موجود ہین اور باہم مختلف
خارج مین ہرگز موجود نہوتے مگر جیسے یہ وہ ہوتین اور یہ روشنیان اور یہ انوار تو نور آفتاب عالمتاب کے

افراد مقدرہ مین سے ہوسکتے ہین اور اس احاطہ مین باوجود بقا ہیئۃ وکیفیۃ وکمیۃ نور بجنسہا
دوسرے آفتاب کا ہونا ممکن نہین یعنی ان افراد عرضیہ کے لئے اور خاتم متصور نہین ایسے اور آفتاب
اگر کہین اور فرض کرین تو وہ آفتاب منجملہ افراد مقدرۃ الوقوع فی احاطۃ ہذہ الشمس نہوگا اور نہ اوسکے
احاطہ کے افراد خارجیہ یا مقدرہ اس آفتاب کے افراد مقدرہ مین سے شمار کئے جائین گے
بالجملہ افراد مقدرہ کے لئے مادہ تقدیر کا اسیطرح موجود ہونا ضرور ہے جیسے دہوپون کے افراد اور
روشندانون کی روشنیون اور آئینون کی انوار مقدرہ کے لئے نور مطلق آفتاب کا وجود سو جیسے
آفتاب یا اوسکو خاتم الانوار اور روشنیون اور دہوپون کا خاتم بطور احقر جب ہی کہہ سکتے ہین
جبکہ نور مطلق اوسکو لازم ہو اور نور آئینہ اوسمین موجود ہو ایسے ہی خاتم النبیین کسیکو بطور مذکور
جب ہی کہہ سکتے ہین کہ مادہ تقدیر اعنی مادہ نبوۃ موجود ہو سو اوسی کے احاطہ کے افراد مقدرہ کو
منجملہ افراد مقدرۃ النبیین مضاف الیہ خاتم کہہ سکتے ہین مگر جیسے خود خاتم کو منجملہ افراد مضاف الیہ
نہین کہہ سکتے اوسکے نظیر کو بھی منجملہ افراد مقدرۃ النبیین کہنا غلط ہے کیونکہ جیسے وہ داخل احاطہ
مادہ تقدیر نہین ایسے ہی یہ بھی داخل نہین اب دیکھئے قول احقر بہی جون کا تون بنا رہا اور امکان
نظیر بھی ہاتھ سے نہ گیا الغرض موصوف بالذات بالنبوۃ کی وحدۃ اور امتناع تعدد بہ نسبت اپنی
افراد مقدرہ فی المقابل کے معارض امکان ذاتی نظیر موصوف بالذات نہین بالجملہ اتصاف ذاتی
اول درجہ کا تو منحصر ذات بابرکات جناب قاضی الحاجات خالق کائنات ہی مین ہے اسلئے کہ
اوس الٰہ کے سوا کوئی احاطہ ہی نہین اور دوسرے درجہ کا اتصاف ذاتی حضرت سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہان اگر آپ اپنی ذات وصفات وکمالات مین محتاج خالق کائنات
نہوتے بلکہ بذات خود مستقل اور مستغنی عن الغیر ہوتے تو آپکا اتصاف ذاتی ہی کامل درجہ کا
ذاتی ہوتا اور کوئی احاطہ آپ کے احاطہ کے سوا نہوتا اور اس وجہ سے آپکا نظیر ہر طرح سے

ممتنع بالذات ہوتا مگر چونکہ آپکا احاطہ اتنا وسیع نہین کہ تمام کائنات کو محیط ہو تو احاطۂ خداوندی مین
ایسی ایسی احاطہ سیکڑون نکل سکتی ہین اسلئے آپ کے نظیر کا امتناع منحصر اوسی آپ کے احاطہ مین رہیگا
جسکو احاطۂ نبوة موجودہ کہئے اور جسکی طرف بالاتنہ ام بلفظ خاتم النبیین اشارہ فرمایا ہی اور سوا
اوس احاطہ کے اور مواطن مین آپکا نظیر ممکن ہوگا حاصل کلام یہ ہی کہ داخل شخص اکبر جو احاطۂ نبوة ہے
اور اوس احاطہ سے زیادہ کم کرنا اوسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ناک سے
زیادہ کم کر دینا اوس احاطہ مین تو آپکا ثانی ممتنع ہے اور خارج از احاطۂ مذکورہ ممکن سو ایسا امتناع
وہ امتناع بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے اب یون کہو اور مخلوقات کی نسبت آپ مستغنی
اور مستقل ہین اور بہ نسبت خالق کائنات محتاج اور ملتجی تو آپ من وجہ مستغنی اور من وجہ محتاج من وجہ
موصوف بالذات من وجہ معروض اور موصوف بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ اور مقدرہ کو خاتم
ہون یا غیر خاتم آپ کے ساتھ تھی وہی نسبت آپکو بلکہ اوس سے زیادہ خدا تعالی کے ساتھ ہی جب کہ
مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید اور آپ کے معروض ہین غیر متناہی ہو سکتی ہین تو آپکے
افراد مقابلہ جو خدا سے مستفید اور مثل آپکے فقط محتاج الی اللہ ہون گے کیونکہ غیر متناہی نہ ہون
ہان آپکے نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے عظیم الشان ہی تو البتہ ہمکو اس باب مین
تو گفت شنود کی گنجایش نہ رہیگی اور اگر رہیگی بہی تو فقط یہ کہ ممکن ہی کہ آپکے افراد مماثل محدود اور
متناہی ہی ممکن ہون غیر متناہی نہ سہی لیکن درباره عظمۃ و رفعۃ البتہ قیل و قال رہیگی الحاصل
عالم اسباب مین جنکو موصوف بالذات کہتے ہین اون سب مین عالی مرتبہ آپ ہین پھر خدا کے سامنے
آپ بہی اور نیز اور موصوف بالذات منجملہ معروضات اور موصوفات بالعرض ہین والعاقل تکفیہ الاشارة
مخذور نا امسن ۔ معلوم ہے کہ تفسیر بالرای مین کیا شدید حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے
باوجود اسکے خاتم النبیین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بہی اوسکا موافق اور موید علماء امت سے نہین

طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جمہور کی بہی کی اور مطلب بہی ثابت نہوا۔

جواب مولانا یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرای پر وعید شدید ہی اور یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرای
اوسے نہین کہتے جسکو آپ تفسیر بالرای سمجہتے ہین اور نیز یہ بہی معلوم ہی کہ اور علما بہی دربارہ اتصاف ذاتی
ہمارے موافق ہین اور نیز یہ بہی معلوم ہے کہ اگر اور کوئی یہ تفسیر نہ لکہے تب بہی مخالفہ جمہور نہین اور پہر
باینہمہ اہل فہم وانصاف کے نزدیک ہمارا مطلب اسیطرح ثابت ہی کہ اوسمین ہرگز گنجایش تردد و
تامل نہین مولانا اگر یہی تفسیر بالرای ہی تو بالضرور آپ مفسرین کبار کو بہی داخل وعید مذکور سمجہتے ہونگے
کیونکہ ایک ایک آیۃ مین اقوال متعددہ موجود سب تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو بہی
نہین سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ مین سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا باقی سب منجملہ تفسیر بالرای
ہون گے سو یہ آپکی تکفیر کا چھینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑیگا بڑے بڑوں تک یہ بوچہار جائیگی سو ہم تو
یون بہی سمجہکر چپ ہو رہین گے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا ایسے ایمان کو ننگ کفر کہیئے تو بجا ہے
پر اکابر دین کو آپ کیا منہ دکہلائین گے اور اگر یون کہیے کہ تمام اقوال مفسرین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی ہین پر ایک صحیح باقی موضوع تو بوجہ تمیز نہونے صحیح وموضوع کے
صحیح کی طرف بہی بوجہ قلۃ گمان وضعی ہی رہیگا اور اعتبار تفاسیر بالکل جاتا رہیگا مولانا مینے تو پہلے ہی
اس اندیشہ سے کہ ابناء روزگار اس تفسیر کو منجملہ تفسیر بالرای سمجہین گے تفسیر بالرای کی تفسیر بہی
آخر تحذیر مین لکہدی تہی پہر آپ ملاحظہ نفرمائین تو میرا کیا قصور اور اگر باوجود ملاحظہ عرض مذکور
یہ عتاب ہے تو قبل اسکے کہ آپ اوس عرض پر رد وقدح کرین نہ آپ کو اعتراض مناسب تہا نہ مجکو
جواب ضرور آپ فرماتے ہین کہ جمہور کی مخالفۃ کی یہ بات کوئی اور نیم ملا کہتا تو بجا تہا آپکی کہنے کی
یہ بات نہ تہی اگر فقط نئے مضامین کا نکالنا مخالفۃ جمہور ہی تو مین کیا تمام مفسرین کی جانب یہ
الزام عائد ہوگا ایسا کونسا مفسر ہے جسنے کوئی نہ کوئی نئی بات نہین کہی اور کوئی نہ کوئی نکتہ نہین نکالا

اور اگر مخالفۃ جمہور اسکا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائین تو
آپ ہی فرمائین تاخر زمانی اور خاتمیۃ عصر نبوۃ کو مین نے کب باطل کیا اور کہان باطل کیا مولانا
مین نے خاتم کے وہی معنے رکھے جو اہل لغۃ سے منقول ہین اہل زبان مین مشہور کیونکہ تقدم و تاخر
مثل حیوان انواع مختلفہ پر بطور حقیقۃ بولا جاتا ہے ہان تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی مین
منحصر ہوتا تو ہر صورۃ ارادہ خاتمیۃ ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہوجاتے پہر اوسکو آپ تفسیر بالرا[illegible]
کہتے تو بجا تہا علی ہذا القیاس نبیین کے معنو نمین مین نے تصرف نہین کیا تیسر خاتمیۃ مرتبی کے لئے کلام اللہ
و حدیث مین سے متعدد شواہد نقل کئے اس صورتمین اگر آپکو کہنا تہا تو تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث
کہنا تہا تفسیر بالرای نفرمانا تہا اور اگر آپکے نزدیک تفسیر بالقرآن ہی منجملہ تفسیر بالرای ہی تو آپ کوئی
نئی تعریف تفسیر اصلی بیان فرمائے مولانا خاتمیۃ زمانی سے مین نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہین کی
مگر ہان آپ گوشۂ عنایت و توجہ سے دیکہتے ہی نہین تو مین کیا کرون اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول
نہین ہوتا بلکہ اوسکا مصدق اور موید ہوتا ہے اورون نے فقط خاتمیۃ زمانی اگر بیان کی تہی تو مین نے
اوسکی علۃ یعنی خاتمیۃ مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی مین اقتضاء خاتمیۃ مرتبی کا بہ نسبت خاتمیۃ زمانی
ذکر کر دیا ہے تو اس صورتمین ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور اگر خاتم کو مطلق رکھیے تو پہر خاتمیۃ
مرتبی اور خاتمیۃ زمانی اور خاتمیۃ مکانی تینون اُس ہی اسیطرح ثابت ہوجائین گی جیسی طرح آیتہ
انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان مین لفظ رجس سے نجاستہ معنوی
اور نجاستہ ظاہری دونون ثابت ہوتی ہین اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ خمر نجس العین بنجاستہ ظاہرہ ہے اور میسر اور انصاب و ازلام اگر نجس ہین تو اونکی نجاستہ
ظاہری نجاستہ نہین بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمر مخالف و معارض قیام زید نہین بلکہ مع شئی
زائد اوسکی تصدیق ہے ایسی ہی اس صورت مین میری تفسیر مع شئی زائد مصدق تفسیر مفسران

گذشتہ ہو گی نہ مخالف اور معارض اور اگر عرض احقر مخالف جمہور ہے تو تمام بطون آیات
ظہور آیات کے معارض ہوں گے اور حدیث لکل آیۃ ظہر او بطنا ایک افسانہ غلط ہو گا اور
یہ ارشاد کہ مطلب بھی ثابت نہو فقط آپ اپنے اعتراضوں کے بھروسے یہ ارشاد فرماتے ہیں ہمیں
جوابوں کو دیکھکر انشاء اللہ پھر ہرگز نفرمائیں گے ہاں خدا نخواستہ آپ سا منصف حلیم الطبع سلیم الطبع
اگر تعصب پر آئے تو پھر میرا جواب دینا محض لغو اور آپکے اعتراض سب بجا ہو جائیں گے۔
تحذیر تاسع تحقیق صاحب انسان کامل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی طبقہ میں طبقات سافلہ میں انسان کا
نشان نہیں وہ لکھتے ہیں کہ دوسرے طبقہ میں مومنین جن آباد ہیں تیسرے میں مشرکین جن چوتھے میں شیاطین
پانچویں میں عفاریت چھٹے میں مردہ ساتویں میں عقاریب وحیات نمونہ عذاب جہنم۔
جواب۔ مولانا اگر تحقیق صاحب انسان کامل سے ترتیب کیفیۃ آبادی طبقات سافلہ بطور مرقوم فی المیزور
معلوم ہوتی ہے تو حضرت ابن عباس حبر امتہ کی تحقیق سے وہ کیفیۃ معلوم ہوتی ہے جو اثر مذکور میں منقول ہے
پھر اثر مذکور کو محدثان ذوالاحترام صحیح الاسناد کہتے ہیں اور صحیح الاسناد ہونا کسی حدیث کا بعد اسکی کہ
کسی حدیث قوی کی یا نص جلی کے معارض نہو بلکہ نصوص قطعیہ اوسکی موئید ہوں موجب صحۃ متن ہونا چاہیے
سو یہ بات تو معلوم ہی ہو چکی رہی موافقۃ تفسیر آیۃ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ
الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کو جو رسالہ تحذیر میں مرقوم ہے بنظر انصاف دیکھئے اور پھر فرمائیے کہ
نہیں لیکن جیسے اس حدیث کی تصحیح محدثین سے ثابت ہے مضامین انسان کامل کا مرفوع ہونا
اور پھر اونکی تصحیح محدثین سے منقول نہیں پھر باینہمہ حسب مرقوم جناب مخالف اثر مذکور جو بالیقین
اوس سے قوی اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ بعد اس مخالفہ کے قول صاحب انسان
کامل قابل قبول رہا یا نرہا دوسرے آپ دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ کسی طبقہ میں طبقات سافلہ میں سے
انسان کا نشان نہیں اور پھر دلیل ایسی پیش کرتے ہیں کہ جس سے اور انواع کا طبقات سافلہ میں

وجود معلوم ہوتا ہی انسان کی نفی نہین نکلتی ورنہ یہی قاعدہ ہے تو اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء

اور ثم اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا

اور ولنسکننکم الارض من بعدہم وغیرہ آیات سے اس بات پر دلالۃ کریگی کہ زمین مین سواے

بنی آدم اور کوئی نوع نہین اور چونکہ بالبداہۃ اور انواع خارج از حد شمار اس زمین مین موجود ہین تو

نعوذ باللہ کذب کلام ربانی لازم آئیگا مولانا آپ نے انسان کامل مین یہ بہی نہ دیکہا ہوتا کہ اس مین کے

نسبت کیا لکہا ہے مولانا وہ کیسی بات ہے کہ احادیث اور اقوال بزرگان دین باہم موافق ہین آپکی نظر

تلاش تعارض ہی مین کیون معروف ہے ۔

تہمت عاشر خاتمیۃ زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجمع علیہ علماء امت ہے جسکی ضرورۃ سے

قاسم کہتا ہے کہ یہ خاتمیۃ یون بن سکتی ہے کہ ان چہ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سے سمجہا جاوے

مگر یہ کیا انکا ایسے ہی سمجہنا چاہیے تاکہ امکان نظیر تو ہو جائے تاکہ فعلیۃ کی دعوی کی گنجایش ہی

ہوسکے کہ اگر کوئی مخالف اجماع پر کمر باندہے تو کہو سکے کہ چہہ اور بعد کو موجود ہوگئے ہین اثر ابن عباس

ثابت اور قاسم سا عالم اوسکا مثبت ۔

جواب ۔ مولانا معلوم نہین یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے اعتراض کی تو کوئی بات اسمین سے نہ نکلی

اگر نکلا تو غیظ وغضب ہی نکلا مولانا خاتمیۃ زمانی اپنا دین ایمان ہے ناحق کی تہمۃ کا البتہ کچہ علاج نہین

سو اگر ایسی باتین جائز ہون تو ہمارے منہ مین بہی زبان ہے اس تہمۃ کے جواب مین ہم آپ پر اور

آپ کے اہل ملۃ پر ہزار تہمتین لگا سکتے ہین اور تہمتونکا کیا ذکر ہے اگر ہم یون کہین کہ آپکے کلام سے

بوے انکار افضلیۃ آتی ہے تو بروے انصاف غلط نہین مگر کیا کیجے آیۃ لئن بسطت الی یدک

یاد ہے مولانا کچہ انصاف بہی چاہیے اگر کوئی شخص یہ پوچہ بیٹہے کہ انعقاد اجماع کے لئے احتمال

وجود انبیاء بعد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہے تاکہ اجماع سے اوس احتمال کا بطلان ہوجاے

مگر احتمال مذکور بعد تعین وجود بنی آدم ہے سو اس زمین مین تو وجود آدم و بنی آدم مسلم پر اور
زمینو نمین تو بنی آدم کا ہونا ہی مسلم نہین جو اونکی نسبت بہی آپکی خاتمیۃ زمانی پر اجماع ہوا ہو تو ایسے
شخص کے جواب مین ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ وجود نوع انسان طبقات سافلہ مین احادیث سے
ثابت ہے وقت انعقاد اجماع اہل اجماع کے تمام طبقات کے نوع انسانی پر نظر تھی پر آپ کیا جواب
دینگے آپ تو فرماتے ہین کہ طبقات سافلہ مین انسان کا نشان نہین اس صورۃ مین بجز اسکے اور
کیا کہیے گا کہ افراد مقدرۃ الوقوع کی نسبت بہی آپکی خاتمیۃ پر اجماع منعقد ہو لیا ہی لیکن آپ عنایت فرما کر
اوس کتاب کو ہمین بہی تو دکہلائین جسمین افراد مقدرۃ الوقوع اور انواع انسانی مقدرۃ الوقوع کا بہی ذکر ہی
مولانا کچہ تو خیال فرمائے درصورۃ ارادہ تاخر زمانی جملہ خاتم النبیین قضیہ خارجیہ نہوگا نہ مقدرہ اسلئے کہ
منجملہ افراد مقدرہ وہ افراد بہی ہین جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہون لو کان بعدی نبی
لکان عمر علی ہذا القیاس حضرت ابراہیم فرزند دلبند سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کچہ اسی قسم کا
ارشاد ہی پہر معلوم نہین ان افراد کی نسبت تاخر زمانی کیونکر بنیگا اور اہل اجماع نے کیا سمجہا اجماع کیا
اور اسی بہی جانے دیجئے آپ خاتمیۃ مرتبی کو مانتے ہی نہین خاتمیۃ زمانی ہی کو آپ تسلیم فرماتے ہین خیر
اگرچہ اسمین درپردہ انکار افضلیۃ تامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہی لیکن خاتمیۃ زمانی کو بہی آپ
اتنا عام نہین کر سکتے جتنا ہمنے خاتمیۃ مرتبی کو عام کر دیا تہا وجہ اوسکی یہ ہی کہ حجیّت اجماع بہر حال حجیّت
قرآن شریف سے کم ہے اسلئے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم مین زیادہ نہوگا تو
کم بہی نہوگا قرآن شریف مین موجود ہے الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم
فاخشوھم اور ظاہر ہے کہ یہان تمام نوع انسانی مراد نہین افراد معدود مراد ہین سو اگر یہان
یہ عذر ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصص ہے تو وہان بہی قرینہ خارجیہ مخصص ہے غرض خاتمیۃ زمانی سے یہ ہی کہ
دین محمدی بعد ظہور منسوخ نہو علوم نبوۃ اپنی انتہا کو پہونچ جائین کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف

پہر بنی آدم کو احتیاج باقی نرہے سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جبکہ انبیاء مفروض الوجود
بعد زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یا فی زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اوس زمین مین پیدا ہون
کیونکہ اُن کے گنجایش ہے اور اگر فرض کرو کسی اور زمین مین کوئی اور نبی معاصر خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا بعد زمان خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو تو نہ اوس تک کسیکو رسائی
میسر نہ یہان کے باشندون کو اوسکو اتباع کی گنجایش پہر کاہے کے لئے اونکی نسبت آپکو بعد مین پیدا
کیجئے اور کاہے کے لئے اسپر اجماع منعقد کیجئے ہان قطع نظر عرض مذکور کے اگر محض تاخر زمانی بالذات
موجب افضلیت ہوتا تو البتہ ایک بات بہی تہی مگر آپ ہی نہین یا کہ او سب خوب جانتے ہین کہ محض
تاخر زمانی موجبات افضلیت مین سے نہین اگر ہوتی بہی تو اولیت ہوتی مولانا ہماری عرض کے قبول
کر نہین ساری باتین ٹہکانے لگ جاتی ہین او آپکے طور پر ایک مدعا ہی ثابت نہین ہو سکتا میری
غرض اس کہنے سے کہ خاتمیت زمانی یون بن سکتی ہے کہ اُن چہ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سے
سمجہا جاوے اون لوگونکا اسکات تہا جو خاتمیت سے خاتمیت زمانی مراد لین اور پہر اثر مذکور کو مخالف
آیت سمجہین ظاہر ہے کہ موافق بعض تقریرات گذشتہ نبی کنبیکم بہی مثل جملہ آدم کادمکم بیان واقعہ
گذشتہ ہو سکتا ہے پہر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کہنا کیونکر روا ہے الغرض بطور جواب یہ
احتمال بتلایا تہا بطور اظہار اعتقاد یہ گذارش نہ تہی جو آپ کہتے ہین یون کیون نہ کہا کہ ایسا ہی
سمجہنا چاہئے اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر مین عرض کر چکا تہا جسمین سے تقریر ثانی کی موافق
خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائیگی باینہمہ اگر مجہسے اس بات مین
تقصیر ہوئی تو مین بلا وقفہ اب اوسکو کہتا ہون پر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عروضی محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم بالیقین انکار افضلیت تامہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آیا اوسکی تلافی تو بلا رجوع
اور اعتراف غلطی سابقہ ممکن ہی نہین مولانا فعلیت کے دعوی کی تو آپ یون ہی تہمت لگاتے ہین

ہم بُرا نہین مانتے پر امکان نظیر کی بات مسلّم لیکن آپ نے یہ خیال نفرمایا کہ خاتمیت زمانی
امکان نظیر کیونکر ہاتھہ سے جاتا ہے گا جو مین ہزار لکھتا اور یون ہی احتمال نکال کر ٹال جاتا
مولانا ہمارے دلائل ایسی پوچ نہین اور نہ ہم اپنے دعوی مین ایسے حیران جو موافق
مثل مشہور الغریق یتعلق بکل حشیش آپکی طرح ایسی نکمی دلیلین بیان کرتے اور ایسی
باتون سے سہارا لیتے امکان نظیر تو مولانا ایسی دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا اگر تمام گروہ
مدعیین امتناع ہی اکٹھے ہون تو انشاء اللہ جنبش نہ آسکے اگرچہ جھگڑا اپنا شیوہ ہوتا تو
ہم آپ سے اول اسی مسئلہ مین نمٹتے پر کیا کیجے اپنی کم گوئی اور یکسوئی اورون کی جرأت
کا باعث ہو گیا پر اپنا یقین اور ونکی ہدایت کا سبب نہ بنا آپ کی سلامتی طبع اور انصاف کا
کسیقدر سنا ہے معتقد ہون موافق الدین النصیحۃ یہ گذارش ہے کہ مولانا عقیدہ
کی بات ہے خدا کی قدرت کو بتہمت استحالہ ذاتی بٹا نہ لگائیے زیادہ کیا عرض کرون آپکے
عشرہ کاملہ کا نقصان تو ظاہر ہی ہو گیا پھر کاہے کے لئے قلم گھسئے پر یہ گذارش
مناسب وقت ہے کہ کامل تو یہ اعتراض ہین جو عشرہ ناقص ہین ناقص کتنے ناقص ہونگے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ کہ اجوبہ محذورات عشرہ بعون خداوند بیہمتا و بے نظیر ختم ہوئے
اب اسکے علاوہ جو مراسلۃ اس مسئلہ مین باہمی ان ہی
حضرات کے واقع ہوئی ہے وہ مراسلات بھی
ہدیہ انظار ناظرین ہے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب [illegible] جوابات مخدورات عشرہ سے فارغ ہو چکی تہی تو یہ خط حضرت مولوی محمد عبد العزیز صاحب مرحوم [illegible]

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ بخدمت منبع العلوم والمکارم بل للعلماء خاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام ظلہم السلام علیکم وعلی من اتبع الہدی ممن لدیکم آپ نے جو رسالہ تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس تحریر فرمایا ہے اس عرصہ مین نظر فقیر سے گذرا تو اوسپر بہت شبہات ومحذورات وارد بر ذہن ناقص ہوئے کچہ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی صاحب نزیل دہلی کے سوالات کا تہا ہو گیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفسار ضرور ہوا امید کہ جواب سے مشرف فرمایا جاوے اول یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیۃ خاتم النبیین مین آپ کے نزدیک راجح ہین اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق انبیاء کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ مین نہین اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب خاتم کے یہ معنی ٹہیرے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق مین سے مماثل نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نہین کہہ سکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہین اور جو شق اختیار کرین اوسکے معنی مرادی کی تصریح فرماوین تاکہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ

فی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے
اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال مین رہے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینۂ
تشبیہ من واجب الوجود سمجھے اس واسطے اصطلاح خاص پر مطلع کرنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ
خاتمیۃ سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تو آیۃ وخاتم النبیین سے
بعبارت النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۃ واذ اخذ ا
میثاق النبیین الخ اور حدیث علمت علم الاولین والآخرین سے آپ کے نزدیک دلالۃ یا اشارۃ
سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموع سے یہ حاصل ہوا کہ حضرۃ خاتم بمعنی منبع فیض جمیع انبیاء سابقین
ولاحقین کے ہین جو مدلول اولین وآخرین کا ہے جیسے کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء کے بھی ہین جو
مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجح ہے اور آپکا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو
آنحضرت کا مماثل نہین کہہ سکتے بس صاف ظاہر ہے کہ مماثلۂ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس رض ہی مخالف
مدلول آیۃ خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ہے بس سوائے مبتدع کے کس مسلمان کو
جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا کہے اور انبیاء تحتانی مین جو
آپ خاتمیۃ ثابت کرتے ہین اول تو ثابت نہین ہوسکتے اسلئے کہ مثلہن کی صحۃ اطلاق کے واسطے
مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی العمارۃ وفی نزول الامر بینہن کافی ہے حاجت اثبات انبیاء کی
بھی نہین چہ جائے کہ خاتم ہون اسواسطے اگر آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہوتے تو زمینون مین بھی
ثابت ہوتے جبکہ نہین بس نہین ثانیاً اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بھی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ
نظیر اور مماثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ المطلقہ مراد لیتے ہین
ان کے مقابلہ مین صرف یہ نام کی خاتمیۃ اضافیہ زمینون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ
مدعیان مماثلۃ وامکان نظیر بلکہ تحقق نظیر بھولی نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے جہۃ خاتم

مماثل اور نظیر ثابت کردے بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھین گے کہ نظیر
ہونا تو کیا خاتم اضافی ہونا بھی ابھی ثابت نہین ہوا مگر غنیمت ہے سر اوٹھانے کو جگہہ تو ملی آنسو پوچھہ لیئے
اگرچہ خوبی تو اسمین تھی کہ مثلہن بھی کلام الہی تھا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلہ مطلقہ ثابت ہوجاتے
مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین تیسرے یہ کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء مطلقا
مجمع علیہ تھے اور آپ کے نزدیک بھی اسپر اجماع منعقد ہوگیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی جس کا
متواتر المعنی ہونا مسلم آپکا بھی ہے اوسکی موید ہے پھر خلاف حدیث اور اجماع کے اور آیت
خاتم النبیین کے خاتم کے معنی ایسے لکھے جس سے چہ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکھہ دو لاکھہ خاتم کا بھی
بعد خاتم مطلق کے ہونا جائز ہوجا بلکہ بہتر ہو تا کہ فضیلت بڑھ جاسے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا
ایسا شخص پورا سنی رہجاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرای نہین کہتے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
ومن سیات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ
چوتھے یہ کہ اثر ابن عباس کا مضمون جبکہ مخالف اطلاق وعموم آیۃ وخاتم النبیین بالمعنی المسلم وبالمعنی
المجمع علیہ ہر طرح ہے جیسا گذرا پس منقطع بالقطاع معنوی ہوگو صحیح ہو قابل احتجاج و عمل نہین نظیر اسکی
حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہے کہ باوجود صحت کے معمول بہ حنفیان نہین بسبب مخالفت
عموم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی بالفعل انہی مسلمات پر کفایت کی اور دلائل موصوفیت بالذات
وبالعرض پر جو شبہات وارد ہوتے ہین انسے بسبب عدیم الفرصتی کے اعراض کیا بعد الذہ عرض
کرونگا انشاء اللہ العزیز۔

جواب مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمترین خلائق ناکارہ روزگار محمد قاسم غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بجناب مجمع کمالات ظاہری وباطنی مولانا

محمد عبد العزیز صاحب دام ظلہ کی خدمت سراپا برکت و افادہ مین بعد سلام و نیاز کے عرض پرداز ہی
کچھ اوپر بیس دن ہوئے آپ کے محذورات عشرہ مولوی فخر الحسن صاحب کی معرفت آنبیہ مین
میرے پاس پہونچے جی مین آیا کہ جواب لکھئے مگر اول تو اپنی کاہلی ہمیشہ سے مانع تحریر ہی گہ و بیگاہ
احباب و اقارب کا تقاضا یا کسی بزرگ کا اشارہ ہوا تو بنا چاری بہت پیچ و تاب کہا کر اپنی تضیع اوقات
کرے ورنہ اپنی آپ کبھی شوق تحریر باعث تحریر نہین ہوتا دوسرے ایک عرصے سے یہ ہیچمدان کچھ
ایسا پریشان ہے کہ دل ٹھکانے نہین سرگردانی کا یہ عالم ہے کہ دن کہین رات کہین محذورات
عشرہ کے پہونچنے کے بعد پندرہوین سولہوین دن کلبۂ احزان مین لوٹ کر آیا تو ایک دو روز تو
بعض مہمانون کی مدارات و مواسات مین گذری تیسرے دن بعد ظہر لیکر بیٹھا تو شام ہی کو پھر
دیوبند کی سوجھی یہان آکر پرسون اوقات مختلفہ مین بیٹھ اوٹھکر لکھہ لکھا کر تمام کیا ہی تھا جو کل
آپکا والا نامہ میرے افتخار کا باعث ہوا مگر کہولکر دیکھا تو وہ بھی طومار اعتراضات ہی تہا وحشت سابقہ
فرو ہونے نپائی تہی کہ ایک اور سامان دل تنگی کہڑا ہو گیا جی مین کہتا ہون کہ یارب کون سی
تقصیر تہی جسکی بدلے دوست میری ہچکیان لینے لگے بحث مباحثہ کا نام ہی سنا کرتی تہی یہ خبر تہی
کسکو کہتے ہین تحذیر الناس کی بدولت یہ دن بھی دیکھنے لئے مولانا میری کیفیت حال شاید آپنے
سنی ہو فتوی لکھنا تو کجا مہر و دستخط کرنے کا بھی اتفاق نہین ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل فقہیہ
مس نہین فرائض سے واقف نہین ہان احباب و اقارب کے خطوط کا جواب لکھدیا کرتا ہون مولوی
محمد حسن صاحب میرے بڑے بھائی ہوتے ہین دربارۂ تعارض اثر معلوم و جملہ خاتم النبیین مجھسے
استفسار فرمایا اُن کے ارشاد کے جواب مین پہلو تہی نکر سکا جو اپنا مافی الضمیر تہا لکھہ بہیجا اونہون نے
اوسکا نام بھی رکھدیا اور چھاپ بھی دیا تس پر میرے نام بھی لگا دیا خیر اُس وقت تک تو اس نیازمند کو
فریقین سے امید توفیق ہی تہی مثبتان اثر کے تو آنسو پوچھے گئے یعنی اثر مذکور بندۂ گنہگار نے

تسلیم کرلیا اگرچہ دعوی مساوات کلی کششِ امثال کو باطل کرکے اوسکی جگہہ فقط آپ مطابق لفقتئہ کمالات اختیار کیا اور منکران اثر سے انکار مساوات کلی مین مساوی رہا بلکہ وہ افضلیۃ ثابت کی کہ بعد خدا تعالی اور کسیکو ثابت ہی نہین ہان اگر اندیشہ تہا تو اسکا اندیشہ تہا کہ اس تفسیر کو تفسیر بالرائی سمجہین گے یا کسی قدر بعض اور مقامات پر لوگون کے کہٹکنے کا اندیشہ تہا سے بعضین مخالف مقصود رسالہ تہا تو اندیشئہ اول تہا اسلئے تفسیر بالرائے کی تفسیر بہی آخر تحذیر مین لکہدی باقی اور شبہات مقدرہ کے لئے مواقع شبہات کے آس پاس ایسی قیود لگادین جنکو اہل فہم دیکہین تو متامل نہون مگر تسپر یہ شوراوٹہا کہ خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب چہاپ بہول گیا اولٹی ازارگادین آگہی احسان کی بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولانا جائے انصاف ہے کونسی عقیدہ مسلمہ کو توڑدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہان اثبات افضلیۃ کا دم بہردت تو آپ ہی فرمائین کیا جہوٹ ہوگا مصرع مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا بڑے اپنے زمرہ مین سے تو آپ کسیکو بتلائین کہ یہ افضلیۃ اوسنے ثابت کی ہو ہان بے وجہ کا شور دعوی افضلیۃ اگر دعوی مدلل سے بڑہ سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ جنکو نہ خدا کی خدائی سے مطلب نہ اوسکی قدرۃ پر کچہ لحاظ اگر ہے تو دعوی امتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ورد زبان ہے توحید خداوندی کو منسوخ کرکے توحید محمدی پر ایمان ہے بالیقین ہمسے بڑہی ہوئی ہین مگر اہل انصاف وفہم کے نزدیک یہ بڑہنا اگر ہے تو اوسی قبیل کا ہے جس طرح نصاری محبۃ حضرت عیسی علیہ السلام سے اہل اسلام سی بڑہے ہوئے ہین خدا جانتا ہی کہ مین کسیکی تکفیر نہین کرتا مگر ہان اس بات مین تمثیل مد نظر ہے کہ وہان جیسے دعوی بی دلیل اور پہر خلاف واقع بسبب مستلزم توہین سبوح وقدوس ایسی ہی یہان بہی دعوی افضلیۃ اور دعوی امتناع نظیر دونوں بے دلیل اور پہر خلاف واقع اور موجب توہین خداوندی محبۃ اخوۃ ایمانی کا یہ تقاضا ہی کہ آپ سے

اس مسئلہ مین التماس غور کرون جب اس عقیدہ کی خرابی پر نظر پڑتی ہے بے اختیار جی
تڑپ جاتا ہے برادران اسلام کے نقصان دین وایمان پر دل لوٹ جاتا ہے مگر اپنا سا
موہنہ لیکر رہجاتا ہون جی مین کہتا ہون کون سنتا ہے کسکو سنائے جسکی خیرخواہی کرونگا وہی
کاٹ کہانے کو دوڑیگا خیرخواہی کی بعینی مباحثہ سر دہرنا پڑیگا ناچار چپ ہو رہتا ہون مگر آپ کے
انصاف پرستی کا سنے سنائے معتقد ہون اور نیز عنایت نامہ سامی مین یہ بات دیکہکر کہ جوابات
سوالات مولوی محمد علی صاحب کو دیکہکر بعض شبہات رفع ہوگئے یہ ناکارہ آپ کے انصاف کا اور
بہی دلدادہ بنگیا اسلئے بکمال عجز ونیاز یہ گذارش ہے آپ اسکو عند اللہ چہیڑ چہاڑ نہ سمجہین تہ دل سے
یہ عرض کرتا ہون خدا تعالی کا وعدہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا آپ
ہادی مطلق سے بکمال اخلاص دعا مانگین کہ دربارہ امکان وامتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
اور نیز دربارہ اثر ابن عباس جو کچہ حق ہو مجہپر واضح ہوجائے اور نیز اسکے ساتہ اللہ تعالی سے عہد
کرین کہ بعد وضوح انشاء اللہ ظاہر و باطن مین حق ہی کو اختیار کرونگا اور اپنے زمرہ کی ملامت ولنسی
نہ ڈرونگا اظہار حق مین دریغ نکرونگا اگر آپ بکمال اخلاص خدا تعالی سے التجا کرینگے تو مین
امید قوی رکہتا ہون کہ انشاء اللہ تعالی ہم اور آپ متفق ہوجائینگے اور مین بہی انشاء اللہ ایسا ہی
کرونگا آپ دعا مانگین کہ خدا تعالی ہمکو اور آپکو ضلالت سے بچائے اور راہ راست دکہلائے قطع نظر
حصول مطلب اس صورت مین یہ بڑا نفع ہے کہ میرے آپکے اوقات خراب ہونگے اتفاق جو عمدہ
مقاصد دین مین سے ہے نصیب ہوجائیگا ورنہ تحریر کا دامن بہت فراخ ہے باوجودیکہ مینے
کوئی بات موجب توہین شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہی تہی کہی تہی تو وہ بات کہی تہی کہ دربارہ
اثبات افضلیت کسی ایک دو ہی نے کہی ہوگی اسپر اپنا روز نے یہ لتاڑ بتلائی ہے کہ ساری
تن آسانیان بہول گیا دامن چہوڑنا مشکل پڑگیا خدانخواستہ اگر کوئی کلمہ موہم توہین ہوتا پہر

موونہہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے مین نے غلط کہا توہین والے آجکل سرخ رو ہو بیٹھے
تعظیم والون کی جان کو بنگئی مجھکو اس وقت ایک **حکایت** یاد آئی کسی امیر جاہل کی کچھ ایسی ہی تھی مولا
منشی تھے اوس امیر کے نام کے ساتھ بہادر تو نہ لکھا بجادر لکھہ گئے دوسرے منشی جو اتفاق سے
آئے تو اپنے فروغ کے لئے اوس منشی کی یہ غلطی نکال کر لائے وہ امیر منشی اول پر بہت خفا ہوئے
تو وہ منشی کیا کہتا ہے جناب عالی کمترین تو بغرض تعظیم آپ کو بجادر بڑی حے سے لکھتا ہے یہ منشی
چاہتا ہے کہ آپ کی قدر گھٹ جاوے بڑی حے کی جا چھوٹی ہے لکھی جائے امیر صاحب کو یہ جواب
پسند آیا اور منشی ثانی ہی کو نکلوا دیا سو اس زمانہ کی قدر شناسی کچھ اسی قسم کی نظر آتی ہے معنی
موجب افضلیت تو کچھ ایسی برے لگتے ہین کہ اعتراض پر اعتراض چلے آتے ہین اور جو معنی کہ موجب
افضلیت نہین بلکہ آثار موجبات افضلیت ہین اور لوازم وجود موجبات افضلیت مین سے ہین ایسی
مقبول یہ مثال فقط دربارہ عمدگی و غیر عمدگی معنیین اور قبول کمتر اور عدم قبول افضل ہے بجمیع الوجوہ
مثال نہین جو اسکو منجملہ تعریضات توہین مفسرین کبار قرار دیکر کوئی صاحب خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار
ہوون ان دونون معنونمین جیسے پوچھئے تو فرق ظہر و بطن ہے جسکی طرف حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن
مشیر ہے سو ظہر اور بطن مین اگرچہ اتنا فرق نہین ہوتا جتنا بجادر اور بہادر مین ہے پر لاریب خوبی
اور عدم خوبی مین شریک ہین مثل بجادر بری نہین جو جہل علما کہیار پر دلالت کرین ہان بعد
استماع معنیین معنی اول پر بے وجہ ہٹ کرنا تو البتہ اوسی امیر کا سا بجادر کو تسلیم کر لینا اور بہادر کو
رد کرنا ہے مولانا معنی مقبول خدام والا مقام کو اگرچہ معنی مختار احقر کے سامنے دربارہ اثبات افضلیت
کچھ نسبت ہو نہ کچھ مناسبت کیونکہ تاخر زمانی افضلیت کے لئے موضوع نہین افضلیت کو مستلزم نہین
افضلیت سے اوسکو بذات خود کچھ علاقہ نہین اگر ہے تو بلحاظ امور دیگر ہے لیکن معنی مختار احقر سے
باطل نہین ہوتے ہین ثابت ہوتے ہین اس صورت مین بمقابلہ قضایا قیاسا تہا معہا اگر منجملہ قیاسات

فرضاً یا نامعہا معنی ختمتا احقر کو کہئے تو بجا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھکر لیجیے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر
صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیة زمانی اور خاتمیة مکانی اور خاتمیة
مرتبی تینون بدلالة مطابقی ثابت ہوجائین اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہی چنانچہ شروع تقریر ہی واضح ہی سو اوسی
صورة مین تو تاخر زمانی بدلالة التزامی ثابت ہوتا ہی اور دلالة التزامی اگر دربارۂ توجہ الی المطلوب دلالة مطابقی سے
کمتر ہو مگر بعد دلالة ثبوت اور دلنشینی مین مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے اسلئے کہ کسی چیز کی خبر
تحقق اوسکی برابر نہین ہوسکتی کہ اوسکی وجہ اور علة بھی بیان کیجاسے اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز
فرمائین تو امیدوار قبل ظہور وجہ ترجیح بیشک غل مچائین گے اور بعد وضوح وجہ و علة پھر مجال
دم زدن باقی نہین رہتی اور تو اور حضرات ملائکہ نے فقط انی جاعل فی الارض خلیفہ
سنکر کیا کیا کچھ نہ کہا حالانکہ یہ قول کسی ایسے ویسے سے نہ سنا تھا خداوند عدل ہی سے سنا تھا مگر
بعد ظہور وجہ ترجیح سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ہی کہتے بنی غیر
بات کہنین کی کہین جا پڑی حاصل مطلب یہ ہی کہ خاتمیة زمانی سے مجکو انکار نہین بلکہ یون کہیے
منکرون کے لئے گنجایش انکار نہ چہوڑی افضلیة کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والون کے پاؤن
جما دئے اور نبیون کی نبوة پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر کسیکو نہین سمجہتا
یہی وجہ ہے کہ اونکو دربارۂ نبوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید کہا ورنہ بروی تحقیق
سب برابر ہوجاتی اور کسیکو کسی پر افضلیة نرہتی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کسی
اور ہی کو ماننا پڑتا چنانچہ بعد ملاحظۂ عرض کمترین جو دربارۂ موجبات افضلیة جوابات محذورات
عشرہ مین لکہہ چکا ہون یہ عقدہ انشاء اللہ بشرط توجہ و انصاف و کارفرمائی فہم منحل ہوجائیگا
پہر معلوم نہین آپ کو اتنا رنج کیون ہے اس بات مین کونسا عقیدہ مسلم میری قول سے باطل ہوگیا
کونسا رخنہ دین محمدی مین پڑگیا ہان یون کہیے میرے محاکمہ سے عقیدۂ افضلیة محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

درست و محکم ہوگیا مدعیان مساوات کلی کو جو بوسیلۂ اثر معلوم یہ دعوی تہا مجال دم زدن
باقی نہین رہی البتہ عرض احقر قبول نہ کیجے تو پہر مدعیان افضلیۃ بعد اختیار خاتمیۃ زمانی بھی
اوس اثر کو باطل نہین کرسکتی کیونکہ جملہ اسمیہ کی صدق کے لئے کچہ زمان حال ہی ایسے
مواقع مین ضرور نہین زمان ماضی بہی کافی ہے چنانچہ آدمُ کادِ ملکوُ یا مثلا محمّدُ افضل الکونین
وغیرہ جنکی موضوعات زمانہ ماضی مین تہی اور اونکی تسلیم مین کسیکو گنجایش انکار نہین اسپر
شاہد ہین اور جب اثر مذکور باطل نہوا تو پہر مدعی ششش امثال کا مونہہ روکنے والا کون ہے
ہان یہ اثر ضعیف الاسناد ہوتا تو مدعیان افضلیۃ کو کہنے کی گنجایش تہی اب آپ خدارا ذرد دریا
ہوکر فرمائے آپ یا اور صاحب جو اس کمترین پر دانت پیستے ہین اس شبہ کا جواب دیسکتے ہین
بلکہ ایسی صورت مین تو ملحدون کو انبیاء سابقین اور اولیاء لاحقین مین سے جسکو چاہین افضل
کہنے کی گنجایش ہے کیونکہ تاخر زمانی سے بالبداہتہ افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی کوئی اور ایسی
نص کلام اللہ مین موجود نہین جو موجود ہین اونسے ثبوت افضلیۃ معلوم اور اگر کوئی آیۃ ہو بہی
تو مجکو توقع نہین ہمارا آپ کا ذہن وہانتک پہونچے بجز اسکے کہ حدیث یا اجماع کی طرف رخ کرین
اور کیا ہوگا لیکن آپ جانتے ہین مسئلہ رویۃ اور مسئلہ تقدیر سے بڑہکر یہ مسئلہ احادیث و اجماع
اہل سنتہ سے ثابت نہین ہوسکتا جب انہین مسائل کا انکار ہوچکا ہو تو اس باب مین اجماع
اور حدیث کی وہ لوگ کاہیکو سنین گے باینہمہ کلام اللہ کا تِبیَانًا لِکُلِّ شَیءٍ کہنا ہی کیا ہوا
الغرض ہمنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہوگیا بلکہ وہ رخنہ جو بصورۃ اختیار تاخر زمانی و
انکار منع خاتمیۃ مرتبی پر پڑتا نظر آتا تہا بند ہوگیا پہر تسپر خاتمیۃ زمانی بھی مدلول خاتم النبیین
رہی البتہ دو شقون مین سے ایک شق پر تو مدلول التزامی اور دوسری شق پر مثل انسان
و فرس وغیرہ انواع حیوان یا مثل نجاستہ ظاہری و نجاستہ باطنی انواع جنس مدلول مطابقی

با اینہمہ پھر آپ کیون مجھسے اولجھتے ہین یہ بات تو قابل شکر تھی نہ لائق شکایت اور اگر بالفرض
طریقۂ مختار احقر سے یہ مطلب ثابت ہوا تھا تو کوئی عقیدہ باطل ہی نہین ہوا تھا اگر کرنا تھا تو
آپ کو افسوس ناتمامی تقریب احقر کرنا تھا اور اگر بن پڑتا تو اتمام تقریب احقر ضرور تھا مین
ابتک یہ حیران ہون کہ مدعیان محبۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسلئے بر سر پرخاش ہین ؎
کیون خون کے پیاسی ہو تم ایمان ہماری ؛ اپنا تو کبھی قطرۂ آنسو نہ بہا تھا ؛ مولانا عرض احقر
اگر ناگوار ہوتی تو اون لوگون کو ناگوار ہوتی جنہون نے دلیل دعوی امکان نظیر مین اس
حدیث کو پیش کیا تھا اور غرض اونکی یہ تھی کہ منکر تو امکان ہی کو مسلم رکھین یہان فعلیۃ موجود ہی
بطور احقر اونکی دلیل بیکار ہو گئی اونکا شیخ چلی کا سا گھر بنا بنایا ڈھہ گیا برا مانتے تو وہ مانتے
لڑنے کو دوڑتے تو وہ دوڑتے آپ کے مکان کی کونسی اینٹ گر گئی تھی جو یہ دو رنگ ہی
مولانا اس تقریر سے وجہ اختیار اظہار و اخبار معنی مختار قاسم گنہگار آپ پر خوب روشن ہو جاینگی
اور انشاء اللہ آپ شکر ہی کرینگے شکایت نکرینگے اور اگر اتفاقاً لغزش لفظی ہوئی ہوگی
تو نظر نکرینگے اصل مطلب کی صحت پر نظر فرمائینگے کیونکہ مسامحات لفظیہ سوا خدا و رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کس کس سے نہین ہوئی اور کس کس سے نہونگی ہمہ دان نہین ہیچمدان ہون دانا نہین
نادان ہون ہان حضرت پیر دستگیر کی دستگیری اور حضرت اوستاد علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کی
بدولت کوئی ٹھکانے کی بات کبھی سمجھ مین آجاتی ہے پر کیا کیجئے گویم مشکل وگر نگویم ایسی اختلافات کے
زمانہ مین جہین ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ ہاتھ سی جاتی ہے اور ایک طرف
خدا کی اعجوبہ کاری کے سوا صحابہ کرام او محدثین عظام بلکہ خود حضرت خاتم عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب نظر آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی نہ کہیے تو دین مین رخنہ اہلدین کا نقصان اور اگر کہیے تو
آپ سے عنایت فرمایون سیدھی الٹی سنانی کو تیار ہین جس سے عوام اہل اسلام کی نزدیک باتکا

اعتبار کیا سو گیا اور ایک نزاع عظیم کھڑا ہو گیا جس سے کفار واہل بدعۃ کو ہنسنے کا موقع ملا اور آپسمین بجای محبۃ ایمانی اور عداوۃ نفسانی او خلش شیطانی کھڑی ہو گئی جز بجز اسکے اور کیا کہیے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ اسلئے اس دل آزردہ کو تحریر جواب نامہ خصوصًا جواب محذورات سامی سخت ناگوار نہایت کہا کرتے ہین دنیا بامید قایم فہم و انصاف اصل طبیعۃ انسانی ہی شاید وقت تعصب و سخن پروری نہو اور سخن حق مقبول ہوجائے یہ دعا مانگکر رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ بنام خدا جواب محذورات مندرجہ نامہ والا عرض کرتا ہون پر اول محذورات سامی کو بغرض ملاحظہ دیگر ناظرین لکھتا ہون۔

محذور اول۔ جو واقع مین ایک سوال ہے کوئی محذور نہین خاتم کے معنی موصوف بالذات جوکہ خاتم النبیین مین آپ کے نزدیک راجح ہین اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق انبیا کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ مین نہین اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب یہ معنی ٹھیرے تو سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین کہہ سکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہین اور جو شق اختیار کرین اوسکی معنی مرادی کی تصریح فرمادین تاکہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال مین رہے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینہ تشبیہ واجب الوجود عام سمجھے اسواسطے اصطلاح خاص پر مطلع فرمانا ضرور ہے۔

جواب مولانا بندہ کمترین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم مقابل یکدیگر سمجھتا ہے پر امتناع بالغیر کو

مقابل امکان نہین سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر کو منجملہ ممکنات سمجھتا ہے اور کیونکر نہ سمجھے اول تو لفظ بالغیر ہے
اس جانب مشیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور مقتضاء ذات نہین اس صورة مین بالضرور
یہی کہنا پڑیگا کہ ایسی ممتنعات مین امکان ذاتی ہوتا ہے کیونکہ اگر امکان بھی نہو تو پہر ضرورة
ہو اور ظاہر ہے کہ ماہیات ضروری الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہین ہو سکتا دوسرے
ممتنعات بالغیر ممکنات ذاتی نہونگی تو منجملہ ضروریات ذاتی یا ممتنعات ذاتی ہونگی بہرحال
ممتنع بالغیر کہنا کسی طرح درست نہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ یہ کمترین
امتنان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بجمیع الوجوہ مساوی فی المرا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتہ ہو ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہان
وہی امکان مراد لیتا ہے جو ممکنہ خاصہ مین مراد ہوا کرتا ہے الحاصل جو ماہیة ایسی ہو کہ اوسمین
اور وجود مین نسبة امکان خاص ہو اوسکو ممکن بامکان خاص سمجھتا ہون اور جو ماہیة ایسی
نہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو اوسمین اور وجود مین نسبة ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبة سلبیہ
ضروریہ یعنی ضرورة اوصاف سلب مین سے نہو بلکہ مسلوب ہو پہلی قسم کو اقسام واجب مین سے
سمجھتا ہون دوسری قسم کو اقسام ممتنع مین سے باقی انحصار نسب ان تین قسمون مین ایسا نہین جو
کوئی اہل علم متامل ہو رہے موجہات باقیہ جن سے بظاہر انحصار مذکور غلط معلوم ہوتا ہے بغور
دیکھئے تو انہین اقسام ثلثہ کی طرف راجع ہین اسلئے اس باب مین گفت شنود تطویل لاطائل
سمجھکر اور بات عرض کرنی مناسب جانتا ہون اگرچہ یہ بھی خوف ہے کہ جتنی کلام بڑہتی ہے
اوتنا ہی اندیشۂ انگشت نہادن اور خوف مخاصمت بڑہتا ہے وہ بات یہ ہے کہ ضرورة ایجابی کے
تین قسمین ہین ایک تو حمل اولی تام یعنی محمول بعینہ موضوع ہو جیسے فرض کرو زید زید کہئے دوسرے
حمل اولی ناقص جیسے الانسان حیوان کہتے ہین حیوان انسان مین مندرج ہے اور انسان

حیوان کو متضمن اسلئے بالمعنی الانسان حیوانٌ کے ساتھ الحیوان حیوانٌ بھی کہا جاتا ہے
تیسرا حمل مستلزم حمل اوّلی جیسے حمل لوازم ذات بالمعنی الاخص مین ہوتا ہے اسلئے کہ اس
حمل مین اگر امکان خاص کو رسائی ہو تو سلب لوازم ممکن ہو اور انفکاک لوازم ذات درست ہو
بالجملہ یہان بھی وہی حمل اولی ہے اور وجہ اسکی وہی ہے کہ لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی
عن الذات ہوتی ہین اور صادر من الذات اور ظاہر ہے کہ مصدر مین کنہ صادر کا ہونا ضرور ہے
ہان بعد درجۂ اشتقاق وہ قید نقصان و تنزل جو لوازم ذات مذکورہ مین بہ نسبۂ ذات ملزوم
ہوتی ہے البتہ لوازم ہی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے ملزوم مین نہین ہوتی اور اس وجہ سے
وہ اسماء جو درجۂ ناقصہ کے لئے بشرط نقصان موضوع ہوتی ہین درجہ مندمج فی الذات پر نہین
بول سکتے مثلاً دہوپ بھی ایک فرد نور ہے مگر علی الاطلاق نور کو نہین کہتے بلکہ اوس نور کو
کہتے ہین جسمین نقصان معلوم بھی ملحوظ ہوتا ہے یعنی وہ مرتبہ نقصان جو بوجہ قرب زمین و
اختلاط شائبہ ظلمۃ زمین لاحق ہو گیا ہے دہوپ کے مسمی مین ملحوظ ہے مگر وجہ لزوم وہ اتحاد معلوم
جو بعد طرح نقصان لاحق مشہود ہوتا ہے اور درحقیقت اصل مسمی وہی ہے اگرچہ نقصان لاحق
بھی ملحوظ ہو اس صورۃ مین وقت سلب اصل اوس مسمی پر سلب علی نہج کا کیونکہ سلب نسبۃ ایجابیہ کا
ہوتا ہے اور ایجاب اوسی مرتبہ اتحاد کے ساتھ متصور ہے مرتبہ نقصان مین خود ثمرہ سلب ملحوظ ہے
اوسکا سلب متصو نہین اور اگر متصور ہے تو مرتبہ عنوان ہی مین متصور ہے مرتبہ معنون مین متصور نہین
اور اگر معنون ہی کہئے تو معنون خارجی اور واقعی نہین ہوتا الغرض سلب لازم ذات مذکورہ
سلب ملزوم کو مشتمل ہے اور ایجاب لازم ایجاب ملزوم کو مشتمل اس صورۃ مین پھر وہی زید
زید اور زید لیس بزید کا قصہ ہو جائیگا اور اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ حمل لازمی بالمعنی الاعم
بھی اسی حمل کے ساتھ ملحق ہے الغرض یہ تین حمل تو مورد ضرورۃ ایجابیہ اور ان تینون کا

سلب مورد ضرورۃ سلبیہ اول مادہ وجوب دوسرا مادۂ امتناع مگر مورد ضرورۃ سلبیہ ہونے کے
یہ معنی ہین کہ وہ سلب ضروری السلب ہی سوا ان تین اور ان تین کے اور سب موادا مکانے
ہین مگر ہان کہین باوجود مورد امکان ہونے کے ان چھ حملو نین سے کوئی نہ کوئی حمل لاحق
ہوجاتا ہے سو اگر وہ حمل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورۃ اور وجوب بالغیر عارض ہوجاتا ہے
اور اگر حمل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالغیر اور وجہ اس انحصار کی کہ تین حمل ایجابی مورد ضرورۃ
اور مادہ وجوب ہے اور تین حمل سلبی مادۂ امتناع اور سوا ان کے اور سب موادامکان خود
اسی تقریر سے تھوڑی سے تامل کے بعد روشن ہوجاتی ہے کیونکہ جب محمول نہ عین موضوع ہوا
نہ جزء موضوع نہ لازم ذات موضوع بالمعنی الاخص تو نہ اقتضاء حمل ایجابی ہوگا نہ انکار حمل سلبی
ہوگا جب وہ نہوگا جب وہ نہ منع الجمع ہوگا نہ منع الخلو یہ باتین اگر ہوتی ہین تو بالذات تو موارد
مذکورہ مین اور بالعرض اون موارد امکانی مین جہان حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی
مشارالیہ عارض ہوجاوے بغرض توضیح ایک دو موقع مواقع مشتبہ مین سے ذکر کرکے بتلائی
جاتا ہوان کہ یہ کس قسم مین سے ہین اور یہ کس قسم مین سے ہے حجر و شجر مین منع الجمع ذاتی ہی اسلئے کہ
بعد غور دیکھیے تو الحجر شجر مین سلب حمل اولی ناقص ہوتا ہے اسلئے کہ نفی شجریۃ اسم حجر مین ماخوذ
و ملحوظ ہے اور یہ نہو تو پھر تمیز ہرگز متصور نہین اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
ہونا مورد امتناع بالغیر اسلئے کہ وہان کوئی نفی پہلے ماخوذ نہین جو یہ خرابی لازم آئی ہان سوا اسکے
ایک اور صفت مسلمہ کی نفی لازم آتی ہے جس سے وہی سلب الشی عن نفسہ لازم آتا ہے سنیئے
حجر و شجر مین باہم حمل جو ممتنع ہے تو اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اسم حجر انہی مسمی کے لئے ہے ممیز عن الغیر
اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاجمال اور ونکی نفی ملحوظ ہو اسمین شجر ہو یا کوئی اور سو بعد لحاظ
نفی شجریۃ اگر ایجاب شجریۃ ہو تو الشجر لیس بشجر کا اقرار لازم آئیگا علی ہذا القیاس حیوان اور لا انسان نکلے

جو باہم منع خلو ہے تو اسکی وجہ بہی یہی ہے کہ لاانسان ماوراء انسان سب کو شامل ہے اور
حیوان انسان اور نیز اور انواع کو شامل ہے اس صورة مین اگر خلو تجویز کیا جاوے تو یہ معنی
ہون کہ نہ حیوان ہے اور نہ لاانسان ہے مگر جب یون کہا کہ لاانسان نہین تو یہ معنی ہوے کہ
انسان ہے اور انسان کہنا خود مستلزم اقرار حیوانیۃ ہے سو وہی قضیہ پہر ہوگیا الحیوان لیس
بحیوان اب قصہ وجود نبی بعد نبی آخر الزمان سنئے اگر خداوند کریم یون کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی
نہوگا تو اب اگر کوئی نبی مساوی یا افضل یا کمتر پیدا ہو تو کذب خداوندی لازم آوے اور
خداوند کریم کی نسبۃ چونکہ صادق القول ہونے کا اقرار ہے تو در صورۃ تولد نبی دیگر بعد نبی
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہے اور یہ وہی
الصادق لیس بصادق کہنا لازم آئیگا بالجملہ یہان موضوع یا محمول جانب ایک دوسری کی نفی
اور اوسکا سلب ماخوذ اور ملحوظ نہین کیونکہ حضرت عمر کو اگر مثلاً نبی ہوجاتے تو نبی کہنا درست
ہوتا اور عمر نبی مین وہ خرابی لازم نہ آتی جو الحجر شجر مین لازم آئی تہی اور حضرت عمر کو جانے دیجئے
اور کوئی شخص پیدا ہوتا اور وصف نبوۃ اوسکو عطا ہوتا تو یہ خرابی ہرگز نہ تہی جو الحجر شجر مین ہی
تان ایک اور حمل مبائن ہذا ہی کی جو فی حد ذاتہ ضروری ہے غلط ہوجاتا وہ کیا ہے اللہ صادق
یا علیم بالوقائع الآتیۃ سو حمل نبوۃ علی احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ممتنع ہوا ہے تو بوجہ لزوم
صدق الصادق لیس بصادق یا العلیم لیس بعلیم کے ممتنع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امتناع حمل
ہذا ہی مین مکتسب من الغیر ہے اور وہ غیر اعنی الصادق لیس بصادق ممتنع بالذات اس تقریر کو
لکھہ تو دیا ہے پر باین وجہ کہ یہ ایک تقریر نئی ہے ابناء روزگار سے اندیشۂ رد و قدح جس قدر ہے اوسکو
میرا جی ہی جانتا ہے پر فقط بامید انصاف و کار فرمائے ذہن صاف و شفاف آپکی خدمت مین
عرض کرتا ہے مناسب سمجہئے گا قبول افتد زہی عز و شرف ٭ باقی رہا یہ ارشاد کہ موصوف بالذات

اور واسطہ فی العروض کے اطلاق مین مین نے معنی لغوی مراد لئے معنی اصطلاحی مراد نہین لئے
اول تو یہ ارشاد میرے نزدیک مسلم نہین یہ بہی احتمال ہے کہ آپ نے معنی اصطلاحی کے
سمجہنے مین خطا کہائی ہو بلکہ مین تو یون دیکہتا ہون کہ متاخرین معقولی بہی تعین مراد متقدمین مین
خطا کرتے ہین فہم مراد حصول الاشیاء بانفسہا بلکہ حصول الاشیاء باشباحہا مین بہی قصہ
نظر آتا ہے مگر چونکہ آپ نے معانی اصطلاحیہ کا کچہ ذکر نفرمایا تو مین کچہ کہہ نہین سکتا شاید
ایسا ہی ہو آخر یہ تو مسلم کہ میرا حال باوجود ہیچمدانی کے بہ نسبۃ کتب کے ایسا ہے جیسے
خالی ہاتہہ سپاہی کو بہ نسبۃ ہتیارون کے یعنی جیسے اوسکے لئے ہتیار ضروری اور سامان کارگذاری
ہین ایسے ہی علما کو اور طلبہ کے لئے کتب ضروری سو جیسے وہان ہتیارون کے نہونے سے خرابی
پیش آتی ہے ویسے ہی یہان بہی مگر جیسے جانورون کے ہتیار اُن کے نوک پنجے ہوتے ہین
ایسے ہی اس حیوان لایعقل کی کتاب بہی اپنا خیال اور قلم اور زبان سے بہر حال ممکن ہو کہ
اطلاق الفاظ معلومہ مین موافق قانون اصطلاح مین نے غلطی کہائی ہو اس بات کو مین
اپنی نسبۃ بہت قریب الوقوع سمجہتا ہون لیکن اہل انصاف و فہم کو مطالب کی صحۃ و سقم پر
نظر ہوتی ہے الفاظ کی صحۃ و سقم پر نظر نہین ہوتی قصہ صاحب ناقہ گم گشتہ جنہے بعد آجانے
ناقہ سواری کے جو ہی ناقہ باربرداری بہی تہے شکرانۂ الٰہی مین یہ کلمہ کہا تہا الٰہی انت عبدی
وانا ربک دکہلائی آپکو یاد ہی ہوگا خدا کے یہان ایسی بڑی غلطی بوجہ صحۃ مطلب قابل عفو ہی
تو آپ اتنی غلطی پر کیا نظر فرماتے ہین کہ بجاے معنی اصطلاحی معنی لغوی کیون مراد لے لئے
ہان یہ فرمائیے کہ اصل مطلب تو صحیح رہا اگر اصل مطلب صحیح ہے تو پہر آپکو کیا انکار رہے
اور یہ ارشاد کہ آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکہی ہم بقرینۂ تشبیہ واجب الوجود
عام سمجہے اس ہیچمدان کو موجب حیرت ہے مولانا ایسی تشبیہات مین یہ دہوکے مین تو اب آیۃ

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے یون ہی سمجھے ہون گے کہ
کسی طاق مین ایک فانوس ہے اوسمین نعوذ باللہ خداوند عالم رونق افروز ہین علی ہذا القیاس
آیۃ ضَرَبَ لَکُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ھَلْ لَّکُمْ مِّمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سے یہی سمجھتے ہون گے کہ
خدا اور بندون مین اتنا ہی فرق ہے جتنا آقا اور غلام مین ہوتا ہے مولانا آپ انصاف تو
فرمائین مسلمانون مین کوئی ایسا بھی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ
وعن صفاتہ سمجھے اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہوگا بھی تو او نہین لوگون مین ہوگا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو امتناع نظیر بین نظیر خداوندی سمجھتے ہین آخر یہ قول بھی تو اوسی کی جانب
راجع ہے آپ کو جیسے اس مثال سے یہ دہوکا ہوا تہا ایسی ہی مثال آفتاب کو دیکہکر جو
پاس ہی لگی ہوئی ہے اس شبہ کو مٹا لیتا تہا اور یہ بھی نہ سہی یہ عرض کہ ممکنات کا وجود
اور کمالات وجود سب عرضی ہین اس اشتباہ کو مٹا لینے کے لئے کافی تہی کیونکہ ہم تو آپ کو
چھوڑ آپ کی نظیر کو بھی ممکن ہی سمجھتے ہین واجب اور ممتنع نہین سمجھتے والعاقل تکفیہ الاشارہ
ہمارا تو یہ عقیدہ ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
بعد اس عرض معروض کے گذارش یہ ہے کہ آپ نے فقط اتنا ہی سوال کیا ہے کہ نظیر نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کیا سمجھتا ہے ممکن یا ممتنع بالذات یا ممتنع بالغیر دلیل نہ آپ نے پوچھی
نہ مین نے بیان کی البتہ تمیز امتناع و امکان کو مرتبہ بداہت تک پہونچا دیا ہے چنانچہ تحقیق
امتناع و امکان و ضرورۃ کو اور نیز بعضے جوابات سابقہ کو اگر بغور آپ ملاحظہ فرمائینگے تو انشاء اللہ
دربارۂ امکان ذاتی نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو شبہ نہ رہیگا وَاللہُ یَھْدِیْ مَنْ
یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ
محذور ثانی خاتمیت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم تو آیۃ خاتم النبیین سے

بعبارۃ النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۃ وَإِذْ أَخَذْنَا
مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ اور حدیث عُلِّمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ سے آپ کے نزدیک دلالۃ
یا اشارۃً سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم بمعنی
منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین کے جو مدلول اولین وآخرین کا ہی ہین جیسے کہ خاتم بمعنی
منبع آخر الانبیاء کے بہی ہین جو مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجوح ہے
اور آپ کا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل نہین کہہ سکتے
پس صاف ظاہر ہے کہ مماثلۃ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس ہے مخالف مدلول آیۃ وخاتم النبیین ہے
پس سواء مبتدع کس مسلمان کو جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا کہے
اور آپ انبیاء تحتانی مین جو خاتمیۃ اضافی ثابت کرتے ہین اول تو ثابت ہی نہین ہو سکتی
اسلئے کہ مثلهن کا صحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد فی العمارۃ وفی نزول الامر
بینهن ہونا کافی ہے حاجۃ اثبات انبیاء کی ہی نہین چہ جای کہ خاتم ہون اس واسطے کہ اگر
آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہون تو زمینون مین بہی ثابت ہوتے ہین جبکہ نہین پس نہین ثانیاً
اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بہی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ نظیر اور مماثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ مراد لیتے ہین اُن کے مقابلہ مین یہ صرف نام کی خاتمیۃ
اور زمینون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ مدعیان امکان مماثل بل تحقق نظیر پہولے
نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے چھ خاتم نظیر اور مماثل ثابت کر دیئے بحکم آنکہ الغریق
یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھین گے کہ نظیر ہونا تو کیا خاتم اضافی ہونا بہی ابہی ثابت
نہین ہوا مگر غنیمۃ ہے سراو بہانے کو تو جگہہ ملی آنسو تو پونچھ گئے اگرچہ خوبی تو اسمین تہی کہ مثلهن بہی
کلام الہی تہا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلۃ مطلقہ ثابت ہو جاتی مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب

تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین۔

جواب۔ یہ اعتراض فقط اعتراض ہی نہین عتاب بہی بہت کچہ ہے مولانا اس تقریر طویل مین اعتراض تو فقط اتنا ہے کہ اثر معلوم مماثلہ مطلقہ کا خواستگار ہے اور اسکا قائل بجز مبتدع اور کوئی نہین ہوسکتا مسلمان کو یہ جرأت نہین ہوسکتی مگر تماشہ ہے تعریض ابتداع تو اس نابکار پر ہو اور وجہ ابتداع کو آپ ہی اس نابکار سے سلب کرتے ہین ای حضرت اس صورة مین اس تعریض کا کیا محل تہا اگر فرمانا تہا تو یون فرمانا تہا کہ مقصود قاسم ہیچمدان اور یہ اثر باہم متخالف ہین مولانا غصہ سے کام نہین چلتا ذرا انصاف کے وقت خدا کو حاضر و ناظر جان کر میری اوس تقریر کو جو دربارۂ تحقیق تشبیہ جواب محذور خامس منجملہ محذورات عشرہ مین لکہہ چکا ہون ملاحظہ فرمائین انشاء اللہ یہ خلجان دل سے نکل جائیگا اور اگر تسپر بہی وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جائے تو آپ تصحیح تشبیہ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ کے لئے تیار ہو رہین مولانا براے خدا انصاف کو کام فرمائے اور یون ہی بے تحقیق اعتراض نہ جڑئے اصل اعتراض کا جواب تو لکہہ چکا مگر دوسرا اعتراض جو بطور رد بہی اسی محذور مین ہے یہ ہے کہ اگر خاتمیۃ اضافی ثابت بہی ہو جائے امکان نظیر متنازع فیہ پہر بہی ثابت نہین ہوسکتا سو اسکے جواب کے کچہ حاجت نہین وجہ اسکی یہ ہے کہ مین سنے یہ رسالہ اثبات امکان نظیر کے لئے نہین لکہا جو آپ یہ قدح فرمائین مولانا وجہ اس تحریر کی آپ یہ کیون نہین سمجہتے کہ اگر معنی مراد احقر مراد نہ لئے جائین تو پہر نہ ثبوت افضلیۃ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کلام اللہ سے ہونا نظر آتا ہے اور نہ اثر عبد اللہ بن عباس کی تغلیط کر سکتے ہین اور جو یہ بات ہے تو مدعیان شمش اہتدا کا جو بجمیع الوجوہ مساوات کلی کا دعوی کرتے ہین موںہہ کوئی نہین بند کر سکتا یا یون کہئے کہ محدثان کبار اور حضرت عبد اللہ بن عباس بلکہ خود خیر الناس کی تکذیب کا کہٹکا ہے بلکہ تکفیر کا در پردہ اشارہ ہوگا باقی آپ کے عتاب کا جواب کیا لکہون کسی کا

یہ شعر پڑہے دیتا ہون ؎ آہ تسلیم پہ یون آپ نے گردن مارا ۞ حال کیا کرتے اگر کوئی خطا
ہو جاتی ۞ مولانا اگر نظیر ممتنع آپ کے نزدیک فقط وہی ہے جو آخریۃ زمانی مین بہی شریک
ہو تو ہمین بہی اسکے کہنے کی گنجایش ہے کہ یہ متنازع فیہ نہین اور اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ باستثناء آخریۃ زمانی جو واقعی کوئی کمال منجملہ متممات ذات یا منجملہ صفات وکمالات
نہین اور سب طرحکی مساوی کو آپ ممکن جانتے ہین سو بحمد اللہ آپ ہمارے ہی ہمصفیر نکلے کیونکہ
ہمارا ہی یہی مطلب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربارۂ کمالات اگرچہ بمقابلۂ کائنات
لاثانی ہین اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہوا ہے نہو مگر خدائے قدیر کو ایسی صاحب کمال کا
ثانی بنا دینا کچہ دشوار نہین بلکہ اوسکی قدرت لانہایت کے سامنے ایسی ایسی افراد غیر متناہی کا
بنا دینا ایسا ہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کرنا و لا یمسہ
لغوب مولانا مدعیان امتناع کی سلئے آپ کی اس شد و مد سے بحیثیت تاخر زمانی نظیر خاتم
زمانی کو ممتنع ذاتی لکہنا اور معتقدون کے حق مین بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش دربارۂ
امتناع ایک دستاویز رجسٹری شدہ ہو گی جامہ مین پہولے نہ سمائین گے گلی کوچہ مین کہتے پہرینگے
ہمارے مولانا نے امتناع نظیر ثابت کر دیا اگرچہ دل مین تو سمجہین گے کہ ثابت ہونا کجا عدم وقوع
بہی ابہی ثابت نہین آخر اثر عبد اللہ بن عباس موجود ہے جملہ خاتم النبیئین موافق تقریر لذ
نہ بمعنی خاتم المراتب معارض ہے نہ بمعنی آخر النبیئین معارض پہر تسپر مولانا عبد العزیز کی نزدیک
تشبیہ مساوات کلی پر دال مگر غنیمت ہی سر اوٹہانے کو جگہہ ملی آنسو تو پوچہ گئے اگرچہ بی تو
اسمین تہی کہ خاتم النبیئین کلام الہی ہے بمعنی خاتم المراتب لیتے جو اپنے اطلاق پر رہتا اور ظاہر
دربارۂ کمالات مساوات ممتنع نظر آتی اگرچہ امتناع کجا اور حسب ارشاد مولوی عبد العزیز صاحب
بوجہ دلالت تشبیہ نبی کنبیکم مساوات مطلقہ پر اثر ابن عباس بہی بظاہر باطل ہو جاتا اگرچہ

بطلان کہا مگر شاید مولوی صاحب بوجہ لزوم انکار قدرۃ الٰہی تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین
مولانا آپ کے کلام سے کچہ ایسا مترشح ہے کہ آپ نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دربارۂ کمالات
ممکن سمجہتے ہین خیر اسکا جواب تو یہ ہے کہ شکر بد ہان تو جزاک اللہ کا رانصاف یہی ہے
ہان نظیر مین اگر خاتمیت زمانی بہی ملحوظ ہو تو آپ پہر اوسکو ممتنع بالذات سمجہتے ہین سو اگرچہ ہمکو بہی
اس سے کچہ مطلب نہین لیکن اگر برا نہ مانئے تو یہ گذارش ہے کہ تناظر کے لئے تعدد تو ضروری ہے
بجمیع الوجوہ وحدۃ کو اس سے علاقہ نہین اگر بجمیع الوجوہ واحد مطلوب ہی تو اوسکو نظیر کیون کہتے ہو
اسکا ماحصل تو یہ ہوگا کہ جزئی متعدد نہین ہوسکتی سو اسمین کسیکو کلام نہین اگرچہ باین خیال کہ
اہل تحقیق کے نزدیک جزئی مین بہی تکثر انطباعی ممکن ہے تکثر انقسامی نہ سہی اور یہی وجہ ہی کہ
جزئی واحد اذہان کثیرہ مین بذات خود حاصل ہوسکتی ہے اور اسی بناء پر باوجود تجدد امثال
وحدۃ جزئیہ نہین جاتے ہان یون کہئے کہ اس تکثر کے مقابلہ مین بہی جو وحدۃ ہو وہ یہی مطلوب ہے
مگر ہان یہ گذارش ہے کہ جب بحث تناظر ہے اور تعدد لازم تناظر کی اجازۃ ہے تو اس قسم کا
نظیر تو خاتمیۃ زمانی مین بہی ممکن ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ خاتمیۃ زمانی ہو یا مرتبی بہر حال ایک
اضافۃ بین الخاتم والمختوم ہے اور اضافہ کی تحقق کے لئے جو کچہ تحقق متضائفین اور منتسبین
ضروری ہی تو بالضرور تناظر نسبتہ بین تناظر منتسبین بہی ضرور ہوگا ورنہ تناظر نہوگا وحدۃ ہو گی اسلئے کہ
بین المنتسبین نسبتہ واحد ہوا کرتی ہے دو نہین ہوتی ایک قضیہ مین ایک ہی نسبتہ کی گنجایش ہے
سو اگر قضیہ واحد مین نسبتہ متعددہ مطلوب ہین تو یہ طلب تو ایسی ہے کہ کسی جزئی کو متعدد کرنا
چاہین اور ظاہر ہے کہ اس صورۃ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتہ یہ کمال
مخصوص نرہے گا اور نہ کچہ اسمین تعظیم نکلیگی اور نہ اسمین شور امتناع کی کچہ حاجت اسکا منکر ہی
کون تہا یہ بات تو عام علماء مین مسلم تمام عوام کے نزدیک محقق اگرچہ کثرت جسم تجدد امثال

دلالت کرتا ہے تمام جزئیات مین موجود اور اس وجہ سے امکان امثال جملہ ممکنات خواہ
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا کوئی اور ثابت اور اگر نظیر بمعنی اصلی مطلوب ہے تو
سنئے بعد لحاظ خاتمیۃ زمانی بہی نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے اور اگر اب بہی ممتنع ہی تو یون
کہو خدا تعالی ایسا عالم اور نہین بنا سکتا تو ہمارا تو ایسے خدا کو سلام ہی آپ کا خدا ایسا عاجز
خدا ہوگا باقی رہا وعدہ سو اوسکا حال آپکو معلوم ہی ہو چکا کہ اوسکی وجہ سے امتناع نظیر
عالم ہو یا امتناع نظیر نبوی خاص صلی اللہ علیہ وسلم امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا ہے امتناع
بالذات ثابت نہین ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بیان فرمائیے اور اگر بوجہ گذر جانے زمانہ کے
یہ خیال ہے کہ اب نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہو سکتا تو یہ امتناع بہی امتناع بالغیر ہے
بالذات نہین آخر وقت گذشتہ تو یہ امتناع نہ تہا ابہی یہ بات قدرت سے خارج ہو گئی اور اگر اسکی
قید سابقہ مطالبہ عدم امتناع ذاتی ہے تو اسکا کیا جواب ہے کہ زمانہ بہی منجملہ ممکنات ہی اور مثل دیگر
ممکنات حادث اوسمین بہی اوسی تجدد امثال کی گنجائش ہے اور یہ پہلی معروض ہی ہو چکا کہ
تناظر مین وحدۃ نہین ہوتی تعدد ہوتا ہی اور اگر بعد ازین پہر وہی قید ہے تو ہماری طرف سے بہی
وہی جواب ہے اگر یہ ہے تو تناظر نہ ہوگا وحدۃ ہو جائیگی اور یہ بہی نہ سہی زمانہ حادث بہی ہوگا تو
اوسکا مثل اگر دوسرا زمانہ ہو تو وہ مصحح تناظر ہوگا ہان امتناع نظیر زمانہ ثابت کیجئے تو البتہ
کچہ بولنے کی گنجائش ملے یا قدم وجوب زمانہ ثابت ہو تو بات ٹہکانے لگی مولانا اس کلام کو غور سے
دیکہیے گا سرسری بات نسمجہیے گا اضافات مین الظرف والمظروف کا بہی وہی حال ہی جو اور اضافات کا اب دو سنئے مولانا آپ
فرماتے ہین برتقدیر تسلیم الخ یہ کلمہ تضعیف استدلال احقر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی مگر آپنے وجہ تضعیف کچہ ارشاد نفرمائی اگر اعتراض
اور تضعیف کو جی چاہتا تہا تو اول وجہ تضعیف بیان فرمانی تہی پہر برتقدیر تسلیم کہنا تہا مگر شاید آپ کے
جی مین یہ ہو کہ اضافۃ علم الاولین والآخرین اضافۃ مصدر الی المفعول ہی الی الفاعل نہین

مگر احقر نے جو رسالہ تحذیر مین شروع تقریر متعلق علمت علم الاولین الخ یہ قید لگائی تہی کہ یہ ارشاد
بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے اسی غرض سے لگائی تہی کہ مدعیان علم غیب نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم اس حدیث مین بوجہ قصور نظر یا قلت توجہ یا شدت تعصب بادعاء اضافۃ مصدر
الی المفعول تحریف معنوی کرتے ہین مگر چونکہ اس وقت تخصیص ذوی العقول بیفائدہ ہوجاتی
ادہر اور نصوص اسکے مخالف تو بالضرور اضافۃ مصدر الی الفاعل محقق ہوگی اور انواع علوم
مراد ہونگی چنانچہ فحوائی تقریر تحذیر اس جانب مشیر ہے باایہمہ صفحہ سوئم سطر پنجم مین ان تقریرونکو
بعد ادعاے خاتمیۃ مرتبی یون شروع کیا ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ آیۃ اذ اخذنا الخ
الغرض ان تقریرون کو بطور شاہد ذکر کیا ہے دلیل انحصار معنی مختار نہین سمجہا سو بر تقدیر
تسلیم تضعیف حضرت اپنا کچہ نقصان نہین وجہ ثبوت معنی مختار فقط دلالت سیاق وشہادۃ
استدراک وظہور افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاس تبیانا لکل شیء ہونا قرآن شریف کا
اور سد باب ادعاء مساوات کسی کے حق مین کافی ہے باقی دربارہ ثبوت خاتمیۃ اضافی آپ
جو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اول تو ثابت نہین اسلئے کہ مثلہن کے صحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ
فی العدد وفی التباعد وفی نزول الامر کافی ہے الخ حضرت یہ تو محض تحکم بیجا ہے کہ اطلاق مماثلۃ
مثلہن ان تین چار باتون سے ثابت ہوجاوے انصاف یہ ہے کہ جیسا بندہ کمترین نے رسالہ
تحذیر الناس مین عرض کیا ہے باستثناء مماثلۃ ماہیۃ ولوازم ومناسبات ماہیۃ وتشخصات ممیزہ
اور سب باتون مین مماثل ہون تین چار کی قید کا کیا کام ہے یہ تقیید ہوگی تو اطلاق کیون
رہیگا ورنہ ہم تو نہین لکہتے پر کہنے والون کو کسنے روکا ہے خاتمیۃ زمانی کو بہی اس زمین کے ساتہ
مقید کرلین گے اور تخصیص کی یہان وجہ یہی ہے کہ اگر آپ اخیر نہوتے تو نسخ افضل
بالادون لازم آتا یا اتباع افضل للادون اور یہ مفصل لکہہ چکا ہون پر آپ کو وجہ تخصیص

بالمماثلۃ الاربعہ کیا پیش آئی ہان یون کہئے کہ ایسا ثبوت نہین جو قابل وجوب و فرضیۃ و اعتقاد
ہو سو یہ بات بہی پہلے ہی تحذیر الناس مین لکہہ چکا ہون کہ تکلیف عقیدہ نہین و یسکی اعتبار
نہو تو صفحہ ۳۰ کو دیکہہ لیجے آسکے بعد یہ ارشاد ہے جب کہ نہین بس نہین مولانا اول نہین کے
کوئی دلیل بیان نفرمائے دعوی بے دلیل کو کیونکر تسلیم کیجئے مولانا اگر لفظ نبی سے
بحث ہے تو اس باب مین تو آپ اس سے زیادہ نہین کہہ سکتے کہ ہونے کا ثبوت نہین عدم ثبوت کا
دعوی تو جب زیبا تہا کہ کوئی آیۃ یا حدیث ہوتی یا خود آسمانون کے سیر کرکے افلاک کا جغرافیہ
بنایا ہوتا اور اگر معنون سے غرض ہے تو فرمائے تو بہی یہ نفی کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیا رسل ملائکہ
آپ کو ایمان نہین کتب عقائد دیکہئے ایسی غلطی نہ کہائے اس صورۃ مین بجز اسکے اور کیا انجام
نزاع ہوگا کہ اطلاق نبی افراد رسل پر عرف مین نہین کرتے مولانا یہ سب باتین تو تحذیر مین موجود
تہین اُن کے ابطال سے فارغ ہو کر اعتراض فرمانا تہا قبل ابطال معروضات تحذیر یہ اعتراضات
قابل سماعۃ نہین با اینہمہ وجہ تخصیص عرف عرض کرتا ہون انصاف فرمائیگا لفظ انباء اور تنبیہ
اور تنبئی ایک نوع کی غفلت اور ذہول کی طرف مشیر ہے اور غفلۃ اور ذہول بعد حصول علم
متصور ہے سو یہ بات اونہین سے ہو سکتی ہے جن سے بشہادۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ
آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی الخ
عہد و میثاق لیا گیا ملائکہ سے متصور نہین نہ اونسے کوئی عہد لیا اور اگر لیا ہو تو اونکو ذہول
اور غفلۃ عارض حال نہین ہوئی اسلئے لفظ نبی بشرط ذوق سلیم انباء سے مشتق ہی ملائکہ مین
استعمال کرنا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستبعد ہے ہان لفظ رسالۃ کے
اطلاق کے لئے نہ تقدم غفلت و ذہول کی مرسل الیہ کیجانب ضرورۃ ہے نہ تقدم علم کی حاجت اسلئے
اطلاق رسول خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی منقول ہے اور عرف عام مین بہی

شائع اور کتب عقائد مین بہی مسطور باقی یہ کہنا کہ یہ رسالۃ بمعنی ارسال الی البشر ہی خواہ الی الانبیا ہو
خواہ الی العوام جیسے منکر ونکیر کی نسبت ارسال الی الملائکہ نہین تو یہ بات بظاہر بجا ہی مگر وصول
احکام خداوندی ملائکہ رتبہ سافلہ تک بوسیلۂ ملائکہ عظیم الشان ایسا نہین جو کوئی انکار کر سکے
ہان یہ بات مسلم کہ وہان کفر متصور نہین سواس باب مین مماثلۃ وعدم مماثلۃ کے بیان سے
رسالہ تحذیر مین فارغ ہوچکا ہون اب اور سنئے اگر بالفرض بقیاس افلاک اراضی مین انبیا
ثابت نہین ہو سکتے تو نہ سہی بقیاس زمین کل مین یا بعض مین رسل کا ثبوت لازم ہوگا اس لئے کہ
مماثلۃ تو طرفین ہی سے ہے اس صورۃ مین اور بہی کچہ نہین تو آپ کے وہ نہین تو باطل ہو جائیگی
جو آپ نے اس طرح فرمائی ہے جبکہ نہین لیس نہین باقی رہا دربارۂ خاتمیۃ اضافی آپکا یہ ارشاد کہ
اگر ثابت بہی ہو جس سے تضعیف ثبوت مترشح ہے اگر یہ معنی ہے کہ ثبوت مثل ثبوت اعتقادیات
نہین تو مسلم مگر اسکو اس بحث سے کیا علاقہ دوسرے مین کب اسکا قائل ہون بلکہ خود اسکا
منکر ہون چنانچہ اوپر عرض کر چکا اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجہ مین نہین آتا کہ بعد تسلیم
خاتمیۃ مرتبی جسکا تسلیم کرنا بوجوہ معروضۂ اوراقِ سابقہ ضرور ہے اور بعد تصدیق اثر ابن عباس
جسکا اقرار بوجہ تصحیح محدثین لازم ہے کیونکر یہ بات ثابت نہین ہوسکتی درصورت خاتمیۃ زمانی البتہ
یہ مماثلۃ کلی نظر آتی ہے اور اضافی خاتمیۃ کی طرف رجوع دعوی بے دلیل ہو جاتا ہے پر خاتمیۃ
مرتبی لیجے تو پہر یہ مماثلۃ مشار الیہ بہی کہ بتسلیم بالضرور خاتمیۃ اضافی ہی کی طرف مشیر ہوگی
ہان جرح روایۃ مدنظر ہے تو اسکا جواب ہمارے پاس عقلی تو کوئی نہین اگر ہے تو یہی تصحیح محدثین
مذکور ہے سو جنکا ہمنے ذکر کیا وہ ایسی ہین کہ قسطلانی اور سیوطی اون کے مقابل نہین ہوسکتے
اور اگر ہون بہی تو ہمارا کیا نقصان ہم درپئے تصحیح اثر نہین ہین غرض اصلی رفع تعارض اور دفع قول
قائلان تعارض تہا سو وہ بحمد اللہ ایسی طرح ہو گیا کہ آپ کو یا کسی کو انشاء اللہ مجال دم زدن باقی نہین

تصحیح وہ استطرادا کی گئی تہی سو بالفرض والتقدیر اگر اثر مذکور غلط ہو تو معنی مذکور غلط نہین ہو سکتے یعنی خاتم النبیین کے ان معنون مین اس وجہ سے کچہ خرابی نہین آسکتی واللہ اعلم وعلمہ اتم

محذور سوم خاتم بمعنی آخر الانبیاء مطلقاً مجمع علیہ علماء امتہ ہے اور آپ کے نزدیک بھی اسپر اجماع منعقد ہو گیا ہے اور حدیث لانبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلم آپکا بہی ہے موید اسکی ہے پہر خلاف حدیث اور اجماع کے آیۃ خاتم النبیین کے معنی ایسے لکہنے جس سے چہہ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکہہ دو لاکہہ بعد خاتم مطلق بہی ہونا جائز ہو بلکہ بہتر ہوتا کہ افضلیۃ بڑہجاے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا ایسا شخص پورا سنی رہجاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرای نہین کہتے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ۔

جواب ۔ حاصل اس اعتراض کا یہ ہے کہ خاتمیۃ مرتبی مخالف مراد قرآنی ہے جو بالاجماع مراد ہے اور نیز مخالف حدیث ہے اور اس وجہ سے اس تفسیر کو تفسیر بالرای کہنا چاہیے اور اسکے قائل اعنی قاسم کو اعاذہ اللہ من الابتداع مبتدع مگر معلوم نہین کہ ان معنون کو مولانا مخالف اجماع کیونکر سمجہتے ہین اجی حضرت مخالفۃ تو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریۃ زمانی ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیۃ زمانی ہین معارض ہونا کجا اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کر کے کوئی نکتہ زائدہ کہنا بدعت ہے تو مین اکیلا کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہونگے خیر مرگ انبوہ جشنی دارد غنیمۃ ہے آپ نے تنہا ہمین پر عنایت نہین فرمائی دور دور تک آپ کے ارادے ہین مولانا پہلے مخالفۃ وموافقۃ کے معنی سمجہیے پہر بدعت وسنۃ کی تعریف مقرر کیجئے تسپر تفسیر بالرای کی کوئی تفسیر کیجئے اوسکے بعد یہ اعتراضات زبان پر لائیے تفسیر بالرای کی تقریر آخر تحذیر مین عرض کر چکا ہون پہلے اوسکے ابطال سے فراغت پائی تب کہین تعریض تفسیر بالرای

کیجئے نہ یہ ابتداع ہے نہ یہ تفسیر بالرائے نہ مخالفۃ اجماع مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیۃ
زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی ہاں خاتمیۃ
زمانی مع شئی زائد ثابت ہوگی اگر آپ مخالفۃ اجماع ثابت کرتے ہین تو کسی کتاب مین یہ بات
نکال کر لائے کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہین کہ خاتمیۃ زمانی سے زیادہ مراد لینا نچاہیے جو خاتمیۃ
مرتبی مراد لی وہ مبتدع ہے بلکہ آپ اتنا ہی دکھلا دیجے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہین
ہان یہ مسلم کہ خاتمیۃ زمانی اجماعی عقیدہ ہی رہی یہ بات کہ وہ کہان سے ماخوذ ہے اجماعی
نہین مگر آپ کو شاید عبارۃ شفا پر نظر ہوگی سو اُسکا جواب بندۂ کمترین مولوی محمد علی صاحب کے
سوالات کے جواب مین لکھہ چکا ہے اُسکو ملاحظہ فرما لیجئے الغرض قول صاحب شفا بمقابلۂ
تاویلات و تخصیصات ملاحدہ ہی نہ لبغرض اثبات ارادۂ خاتمیۃ زمانی بطور دلالۃ مطابقی اور اگر
وہان دلالۃ مطابقی ہو تو پھر یہ مراد کہان ہے کہ اس سے زیادہ کی اجازۃ نہین ہوا اور ہو تو کیونکر
جیسے انسان پر حیوان کی دلالۃ مطابقی ہے الشئی فرس پر بھی مطابقی ہے سو ایسا ہی یہان بھی
سمجھئے گر کوئی شخص اگر دلالۃ علی الانسان کو مطابقی کہے تو جیسے اُس سے منع ارادۂ فرس لازم
نہین آتا ایسے ہی یہان بھی خیال کیجئے پھر تسپر آپ حدیث کو موئد معنی کس غرض سے بتلاتے ہین
اگر یہ غرض ہے کہ خاتمیۃ زمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی
کسے ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث سے مدلول مطابقی ہونا خاتمیۃ زمانی کا ثابت ہوتا ہی
تو فرمائے حدیث کی کونسی الفاظ اس بات پر دلالۃ کرتے ہین کہ یہ حدیث خاتم النبیین ہی کے
تفسیر ہوسکتی ہے جیسے اور حدیثون سے اور مضامین ثابت ہوئی ہین اس حدیث سے یہ مضمون
ثابت ہوگیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر ہو خواہ نہو مولانا گستاخی معاف آپ کو تو ابھی اوس
اجماع کی حقیقۃ بھی معلوم نہین جو دربارۂ ثبوت عقائد و احکام حجۃ ہوتا ہی آپ گذارش قابل

گذارش یہ ہی کہ فضیلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنیوالا اگر مبتدع ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنی ہین تو البتہ یہ کمترین مبتدع ہے ورنہ پہر فرمائیے کون ہوتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیٔات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

محذور رابع۔ جو بعینہ محذور سادس منجملہ محذورات عشرہ ہے جسکا جواب لکہہ چکا ہون مگر بطور تنبیہ پہر یہ گذارش ہے کہ اس اعتراض کی بناء فقط مخالفۃ اثر مذکور وآیۃ خاتم النبیین بالمعنی المسلم وبالمعنی المجمع علیہ ہے مگر موافقۃ ومخالفۃ کا حال اوراق گذشتہ کے دیکہنے والون کو خوب معلوم ہو چکا ہے اسلئے بطور اختصار اتنا ہی بیان کافی ہے کہ دونو طرح یہان موافقۃ ہین مخالفۃ نہین سو اعتراض از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے فقط

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین فقط

مکتوب ثانی مولوی عبد العزیز صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً عرض کرتا ہی بندہ ناچیز محمد عبد العزیز عفی عنہ بخدمت بابرکت مخدوم مکرم مطاع العالی ومطاع جناب مولانا محمد قاسم صاحب مد ظلہ العالی السلام علیکم وعلی من لدیکم مکرما جواب عریضہ جو حضور سے عنایت ہوا تہا قبیل رمضان المبارک بعد تقاضاء بسیار شاگردان والاشان سے نقل اسکی میسر آئی غالباً مطابق اصل ہی ہر چند اصرار کیا اصل نہ دکہائی شاید اسمین کچہ مصلحت سمجہی ہوا ہے تہ ارمضان شریف مین بسبب درپیش آنے سفر لکہنو کے دیکہنا اور جواب لکہنا میسر نہوا اخیر رمضان شریف مین دیکہا تو بعض مضامین کی تفصیل جواب محذورات عشرہ پر موقوف پائی مراد آباد آکر اونکو بہی طلب کیا تین چار محذورات کے جواب ملی مطلوب تمام حاصل نہوا الغرض مضامین

دور از مطلب سے تعرض کرنا اور مواخذات لفظیہ پر توجہ خالی عن التحصیل سمجھکر عرض سا ی مطالب ضروری ہی زیادہ فرصت
نہین حاصل آپکی تقریر کا یہ ہی کہ نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وصف خاتمیۃ مطلقہ مین آپکے نزدیک ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہین اور فرق ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر مین یون ارشاد فرمایا کہ ممتنع بالذات نقیض بل
ومخالف واجب بالذات کا ہوتا ہی اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات امتناع ضرورۃ سلب کا نام ہی اور وجوب ضرورۃ ایجاب کا
اور ضرورۃ ایجاب کے تین مادہ بطور حصر لکہی اعنی حمل عین الشئ علی الشئ وحمل جزئہ علیہ وحمل لازم ذاتہ بالمعنی الاخص علیہ ولازم
ذاتی کو ناشی عن الذات اور صادر من الذات فرمایا یہان سے معلوم ہوا کہ علت لازم ذاتی کی ذات ملزوم ہوتی ہی والا
بقول آپکے انفکاک جائز ہوگا اسکی تصریح جواب محذورات مین بہی ہی اور تحذیر الناس مین خاتم کو بمعنی موصوف بالذات لیا ہے
اور یہ بہی فرمایا ہی کہ موصوف بالذات مین وصف موصوف کا ذاتی اور ناشی عن الذات ہوتا ہی صفحہ ۵ تحذیر مین
موجود ہی پس وصف نبوۃ خاتم کا مقتضائے ذات اور ناشی عن الذات اور لازم ذاتی ہوگا بلکہ اس وصف کا عین ذات خاتم
ہونا بہی جواب محذورات مین جائز رکہا ہی پس حمل اس وصف کا ذات خاتم پر ضروری اور واجب بالذات ہوگا کیونکہ
بسبب لازم ذاتی ہونیکے مادہ وجوب ذاتی کا ہی پس لامحالہ نقیض اسکا مادہ امتناع ذاتی کا ہوگا اب سنئے کہ جب آپکے قول کے
موافق الخاتم خاتم ضروری اور واجب بالذات ہی تو لامحالہ الخاتم لیس بخاتم ممتنع بالذات ہوا اور ظاہر ہی کہ
جب خاتم مطلق دوسرا آپکے نزدیک ممکن ہی اور اوسکو واقع اور موجود فرض کیا تو خاتم اول خاتم مطلق نرہا
یہ اور خاتم مطلق نکلا جسکا وہ خاتم خاتم نہین پس قضیہ الخاتم الآخر موجود مستلزم الخاتم لیس بخاتم کا ہوا جیسے الحجر شجر
مستلزم الحجر لیس بحجر کا ہی پس مثل الحجر شجر کے الخاتم الآخر موجود ممتنع بالذات ہوا آپ خود ہی فرماتی ہین کہ جس حمل سے
سلب الشئ عن نفسہ لازم آوے وہ ممتنع بالذات ہوتا ہی چنانچہ الحجر شجر کو اسی بنا پر ممتنع بالذات فرمایا ہی جیسے مفہوم
حجر مین نفی شجریۃ آپکے نزدیک ماخوذ ہی ایسے ہی ہر عاقل کے نزدیک مفہوم خاتم مطلق مین نفی خاتم آخر بل نبی آخر ماخوذ ہی پس
الخاتم الآخر موجود بل النبی بعد الخاتم المطلق موجود بسبب مستلزم ہونے سلب الشئ عن نفسہ اعنی الخاتم
لیس بخاتم کے ممتنع بالذات ٹہیرا پس نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع بالذات ہونا

آپ کے معنی لینے سے بھی ثابت ہو گیا جیسے ہمارے معنی مجمع علیہ سے ثابت ہوتا ہے اور تقریر
دلیل یہی ہے جو عرض کی کہ وجود خاتم مطلق آخر کا مع الخاتم یا بعد الخاتم مستلزم الخاتم
لیس بخاتم کا ہے پس ممتنع بالذات ہوا بلکہ آپ تو بطریق اولی ممتنع بالذات کہئے آپ تو
وصف نبوۃ کو خاتم کا ذاتی فرماتے ہین پس سلب اوسکا بدرجۂ اولی ممتنع بالذات ہوگا ہم لوگونکو
اگر ممتنع بالذات ہونے نظیر خاتم النبیین مین تردد ہوتا تو ہوتا کہ ہمارے نزدیک ہر وصف مین
موصوف بالذات ہی ہونا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بلکہ ہر ممکن کا ممتنع بالذات ہے
بڑی حیرت اور تعجب ہے کہ خود ممکنات کے وجود اور کمالات کو سبب کو عرضی بمعنی بالعرض
فرماوین اور ہم سے انصافاً پوچھین کہ بھلا کوئی مسلمانون مین ایسا ہوگا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ وعن صفاتہ سمجھے اور پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف
بالذات بوصف نبوۃ فرماوین اور اس وصف کو اونکا ذاتی اور لازم ذات اور ناشی عن الذات
او رمقتضائے ذات اور صادر عن الذات بلکہ عین ذات فرماوین بلکہ آفتاب کے نور کو بھی اُسکا
ذاتی کہین اور اگر تنبیہاً عرض کرتا ہون کہ مولانا صاحب ذرا غور تو کیجے موصوف بالذات
کہنے پر کتنی خرابیاں لازم آتی ہین تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تجکو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے اتنا انکار کرتا ہے وہابیون کو بدنام کرتا ہے اور آپ
اونکا کام کرتا ہے قصور معاف ہو ہم پر تو یہ طعن کہ توحید خداوندی کو منسوخ کر کے توحید محمدی پر
ایمان ہے باوجودیکہ ہماری توحید محمدی منافی توحید خداوندی کی نتھی محمد خاتم الانبیاء مطلقاً
لانبی بعدہ فی حیز الامکان واحد لامثل لہ ولانظیر ہمارا ایمان ہے اور یہ ہرگز مخالف ومناقض
لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی نہین اگر یہ ہو تو ہمکو تنبیہ کیجئے پھر آپ ہی از رہ توحید
محمدی اختیار کی کہ ناسخ توحید خداوندی کی ہے اعنی موصوف بالذات ہونا جو خاصہ خداوند تعالی

کریم کا ہے نبی کریم کو ثابت کیا فرمائی لنسخ توحید خداوندی کسی کیا اور تشبہ بالنصاری کسکو لازم آیا اور
یہ جواب لکھتے ہین کہ میری غرض اثبات افضلیۃ ہے اور اس آیۃ کے اگر یہ معنی نہ لئی جائین تو
ہرگز افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی اور کوئی نص کلام اللہ مین ایسی موجود نہین جس سی ثبوت
افضلیۃ ہوا ور اگر ہو بہی تو یہ توقع نہین کہ ہمارا تمہارا ذہن وہان تک پہونچے حدیث و اجماع کا
ثبوت ایسا نہین جس سے انکار نہو سکے یہ سب خیالات آپ کے فاسد و بے اصل ہین اولاً تو
یہان بحث افضلیۃ کی نہ تہی خاتمیۃ کی تہی اوسکو ثابت کرنے کی کیا ضرورۃ تہی خود بالنص ثابت
تہی یون فرمائے کہ خاتمیۃ جو بعبارۃ النص ثابت تہی وہ اثر ابن عباس کو بظاہر رد کرتی تہی
اوسکے رفع معارضہ کے واسطے اس قدر تکلیف اوٹہائی خاتم کے معنی لغوی چہوڑ کر موصوف بالذات کی
معنی سئے مینہ سے بہاگ کر پرنالے تلے آکہڑے ہوئے جو کوئی اس معنی سے انکار کرے یا اوسکے
خرابی کا اظہار کرے اوسکو دہمکاتے ہین کہ مین تو افضلیۃ ثابت کرتا ہون تو اُس سی انکار
کرتا ہے بے اس معنی کے افضلیۃ کب ثابت ہوسکتی ہے ای حضرت افضلیۃ کا کیا ذکر ہے
معارضہ حدیث و آیۃ کا تو خاتمیۃ مطلقہ مین ہے آپ نے رفع معارضہ کے واسطے خاتم کو اپنی
معنی لغوی سے پہیر کر موصوف بالذات کے معنی پر لیا فقیر نے ان معنی کو محال سمجھکر انکار کیا
تو آپ فرماتے ہین کہ تو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ کوئی نصرانی
کسی نصرانی کے سامنے ابن اللہ ہونے عیسی علیہ السلام پر دلیل لاوے دوسرا اوسکی
عنان گیری کرے اور کہی کہ تو کیا کہتا ہی کہین عبد اللہ بہی ابن اللہ ہوتا ہی اسکی جواب مین پہلا نصرانی دوسرے کو کہی
کہ تجکو بہی عیسی علیہ السلام سے کچھ ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہی اور اگر آپکی یہ غرض ہو کہ
آیت صرف خاتمیۃ کے واسطے مسوق نہین ہوئی بلکہ افضلیۃ کی واسطے بہی مسوق ہے تو یہ مسلم ہی مگر ثبوت افضلیۃ
مبنی بر خاتمیۃ مطلقہ ہے اور خاتمیۃ آپ کے معنی کی موقوف ہی موصوف بالذات ہونے خاتم پر

اور یہ محال ہے جیسے گذرا پس وہ افضلیۃ جسکے آپ درپے تہے ثابت نہوئی ہان ہماری معنی سے
بخوبی ثابت ہے لفظ خاتم صرف تاخر زمانی پر نہین دلالت کرتا بلکہ افضلیۃ پر بہی دال ہی اسلئے کہ
محاورہ اہل لسان کا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وصف مین اپنے اقران سے افضل ہوتا ہے تو
کہتے ہین کہ یہ وصف اسپر ختم ہے مثلاً کہتے ہین پہلوانی اسپر ختم ہے فقاہت اُسپر ختم ہی اسی محاورہ کی
موافق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ نبوۃ میرے ممدوح پر ختم ہے یہ سب نبیونکا خاتم ہے پس خاتمیۃ مطلقہ
لغتہً اور عرفاً اظہر من الشمس فی نصف النہار سمجھی گئی نہ صرف تاخر زمانی کلام الٰہی جامع بلیغ فی غایۃ البلاغۃ
ہے اگر صرف تاخر زمانی بیان کرنا ہوتا تو فرماتا ہو آخر الانبیاء زماناً مگر چونکہ اظہار رتبۂ محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم منظور تہا اسلئے لفظ خاتم اختیار فرمایا تبارک اللہ احسن المتکلمین
اب ثبوت افضلیۃ تو اسی آیۃ سے ہوگیا آپ کی توقع کے خلاف ہوا فضل الٰہی سے ہمارا ذہن تو
پہونچ گیا دعا کرتے ہین کہ آپ کا ذہن بہی پہونچ جاے اور موصوف بالذات کہنے سی باز آوین
لاتقنطوا من رحمۃ اللہ پر عمل فرمائے توقع قطع نہ کیجئے اس آیۃ کے سوا اور آیات بہی
ثبوت افضلیۃ پر دال ہین قطع نظر حدیث واجماع سے جیسے آیۃ رحمۃ للعالمین کنتم خیر امۃ
الآیۃ واذ اخذنا میثاق النبیین الآیۃ وغیر ذلک مگر افضلیۃ چونکہ امر ثابت ہے اور اُسکا کوئی
مسلمان منکر نہین معلوم ہوتا تو اوسکے اثبات مین تطویل لاطائل ہے اور ثبوت افضلیۃ اگر
حدیث واجماع سے بہی کرین تو بہی ایسا نہین جس سے کوئی مسلمان انکار کرسکے ہان یہ ہوسکتا ہی کہ
جو حدیث یا اجماع آپ پیش کرین اوسکی سند مین کلام کرسے یہ آپ کو چاہئے کہ حدیث یا اجماع
بے سند نہ ظاہر کرین مگر آپ نے تو موصوف بالذات ہونے کے ثبوت مین اجماع تو کیا کوئی حدیث
ضعیف بہی نہ لکہی جس سے کوئی انکار کرتا یا نکرتا آپ نے تو صرف ایک خیال محال باندہا ہی
پہر اوسکے اتباع کے ہمسے متوقع ہین اگر اتباع مین فرا ہی قصور پاتی ہین تو کیسی کیسی عتاب فرماتی ہین

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	معلول	معلولی
۶	[illegible]	بالمعنی الاخص	یہ لفظ زائد ہے
[illegible]	۳	اہذا	ماہذا
[illegible]	۶	کو	کا
۹	۱۹	افضلیہ سے	افضلیہ سے انکار ہے
۱۰	۸	سب	نسب
۱۰	۱۹	زائد	زیادہ
۱۱	۱	ممکن	ممکن ہو
۱۱	۱۸	نہو	ہو
۱۴	۱۵	وہی	رہی
۱۶	۱۲	کیونکہ	کیونکر
۱۷	۱	کہ حقیقی	بلکہ یہ کہنا ہے کہ حقیقی
۱۷	۱۳	سردست تو غرض	سردست تو یہ غرض ہے
۱۸	۱۱	بانیوجہ	یعنی بانیوجہ
۱۸	۱۶	مرتبہ	مرتبہ رحمانیتہ
۲۰	۴	کسی مدرک یا جاسکے	کسی مدرک کا ادراک کیا جاسکے
۲۰	۶	فرق	وہ فرق
۲۱	۵	طرف	طرف سے
۲۲	۵	انداز	انذار
۲۲	۱۳	اثبات مدعا	مدعا
۲۳	۱	اور غلطی	اور علاوہ غلطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۹	عمر مجاز	عموم مجاز
۲۶	۱۱	جواب رباره	جواب پیرا نامہ لکھنی میں درباره
۲۸	۱۵	بالذات	واجب بالذات
۳۰	۴	اجتماع	اور اجتماع
۳۰	۱۱	اوسکے	اور اوسکے
۳۲	۷	مفہوم وہ	مفہوم وہ ہے
۳۳	۷	شے وہ	شے وہ ہے
۳۲	۱۲	اگر	اور اگر
۳۳	۱۴	اور بعض	اور پھر بعض
۳۴	۸	نور آئینہ	نورانیتہ
۳۵	۱۲	کیونکہ	کیونکر
۳۵	۱۸	شدید	تشدید
۳۷	۴	ہان تقدم	ہان اگر تقدم
۳۷	۱۲	ذکر	ذکر کیا
۳۷	۱۴	اسطرح	اسیطرح
۴۲	۵	دلائل سے	دلائل سے ثابت ہے
۴۸	۴	یعنی	بیتی
۵۰	۴	اگر	اگرچہ
۵۰	۵	ثبوت اور لنشینی	ثبوت دلنشینی
۵۲	۱۵	بگویم	نگویم مشکل
۵۶	۹	وہ وہ	واہ واہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۹	محبول	محمول کے
۵۷	۹	سمجھکر	سمجھا
۵۸	۷	کو	کا
۵۸	۱۲	صیحة	صحة
۵۸	۱۳	صیحة	صحة
۵۸	۱۵	صیحة	صحة
۶۴	۹	گذشتہ	گذشتہ مین
۶۵	۱۲	صیحة	صحة
۶۷	۱۴	رجوع	رجوع کرنا
۶۹	۱۰	نہین ہو	نہین
۶۹	۱۰	کیونکہ	کیونکہ ہو
۷۰	۹	ہین	ہے
۷۵	۲	صوفیا	صوفیہ
۸۳	۹	خدکور	مذکور کے
۸۳	۱۸	کہ	تو
۸۵	۱۳	نشو دغا	نشو ونما
۸۹	۱۰	دیکھیگا	لکھیگا
۹۲	۱	اهول	احول
۹۳	۴	دوسرین ہی شرط	دوسرے کے لئے شرط
۹۵	۲۰	ضروریہ	ضروریہ ہوگا
۹۵	۱۶	صلعم	صلعم ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۹	کی	کی لئے
۹۶	۹	بہی تر	بہی کم
۹۸	۴	مفاد	مضاد
۹۸	۴	نہو	ہو
۹۸	۱۹	عبادة خداکی	عبادة کی خدا کیطرف
۹۸	۱۹	نہی	یہ بہی نہی
۹۹	۱۳	یہ بات	نہ یہ بات
۹۹	۱۴	ورنہ	اور نہ
۱۰۰	۱۶	لوع	نوعی
۱۰۲	۸	جیسی	جیسی خاتمہ
۱۰۴	۳	دعوی	اگر دعوے
۱۰۴	۴	بوجوہ	آپکو بوجوہ
۱۰۶	۱	بار	بان
۱۰۶	۱۲	مقصودیہ	مقصدیہ
۱۰۶	۱۶	نین اخیتہ	انداخته